1126

بچوں کا اسلام

ہر اتوار کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

اتوار ۶ رمضان کریم ۱۴۴۵ھ
مطابق ۱۷ مارچ ۲۰۲۴ء

پاکستان کا سب سے زیادہ شائع ہونے والا بچوں کا مقبول ترین ہفت روزہ

روزے دارو، اللہ کے پیارو!

تلافی

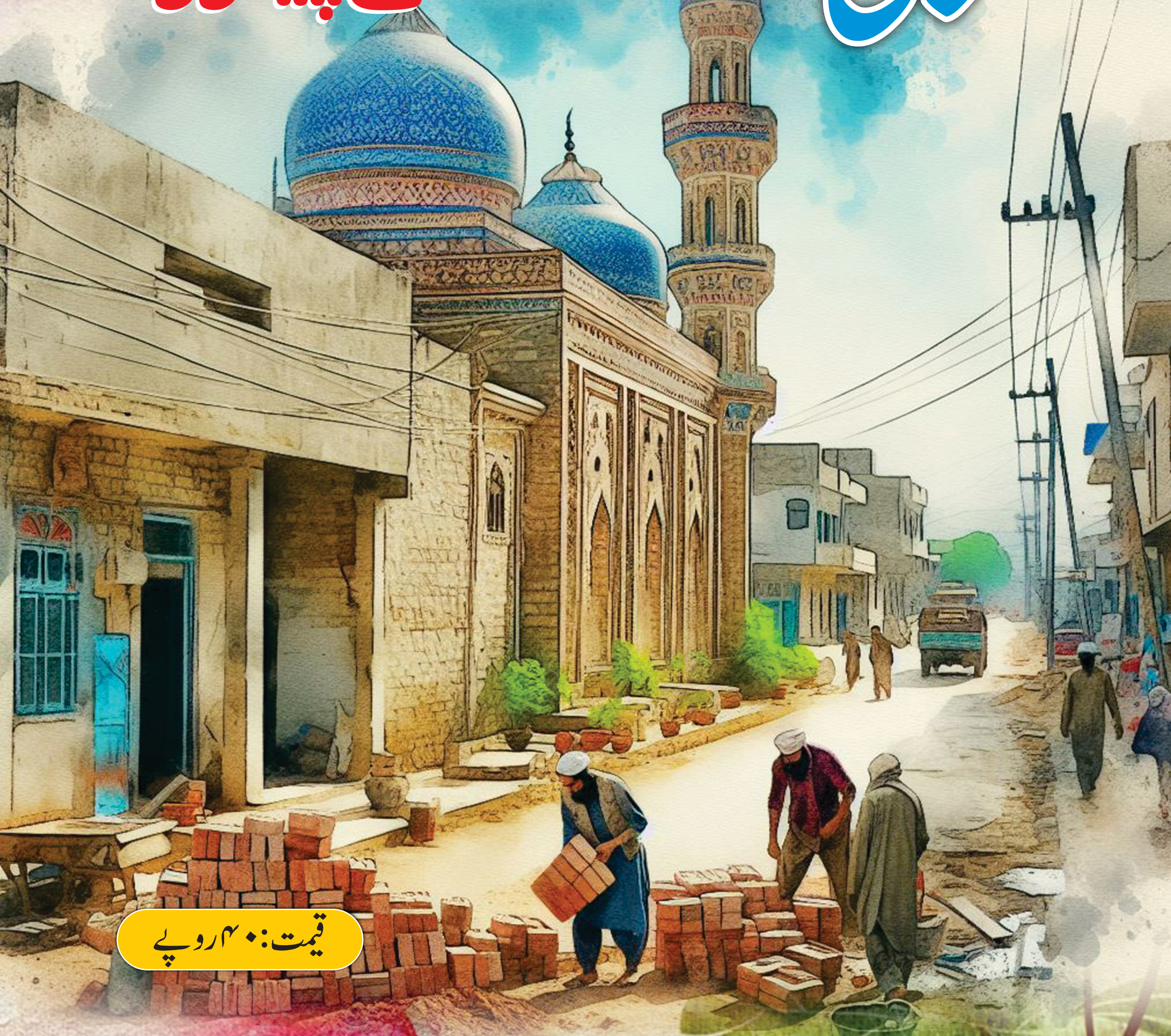

قیمت: ۴۰ روپے

القرآن

باعثِ تسکین ورثہ

اور پیغمبر نے اُن سے کہا کہ اُن کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تمھارے پاس ایک صندوق آئے گا جس کو فرشتے اُٹھائے ہوئے ہوں گے،اس میں تمھارے پروردگار کی طرف سے تسلی بخشنے والی چیز ہوگی اور کچھ اور چیزیں بھی ہوں گی جو موسیٰ اور ہارون (علیہما الصلوٰۃ والسلام) چھوڑ گئے تھے،اگر تم ایمان رکھتے ہو تو یہ تمھارے لیے ایک بڑی نشانی ہے۔ (سورۃ البقرہ، آیت: 248)

الحدیث

آسمانی تسکین کا نزول

حضرت براء بن عاذب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک صحابی رسول سورہ کہف کی تلاوت میں مصروف تھے تو آسمان سے ایک بدلی سی قریب آنے لگی جس سے گھوڑا بدکنے لگا۔ صبح ہوئی تو ماجرا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں کہہ سنایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”یہ آسمانی تسکین و تسلی تھی جو تلاوت قرآن کے وقت قرآن اور قاری قرآن پر نازل ہوتی ہے۔“ (بخاری)

دستک
دعاؤں کی درخواست

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

پچھلے ہفتے کسی پریشان حال بھائی کو دو بول تسلی کے بولنے پر بات ہوئی تھی تو آج خیال آیا کہ مسنون تعزیت بھی تو تسلی ہی کی ایک نہایت اعلیٰ صورت ہے،سواس مسنون تعزیت کی برکت سے تسلیم ورضا کا ایک مجسم پیکر پچھلے دنوں ہم نے اسلام آباد میں دیکھا۔

جی ہاں! ہمارے آپ کے بہت پیارے محترم پروفیسر محمد اسلم بیگ صاحب۔

چند ماہ قبل ہی آپ کی بہت عزیز بڑی بہن محترمہ اہلیہ عبدالروف کا انتقال ہوا جس کا بے حد صدمہ آپ کو ہوا پھر ابھی محض دو ماہ قبل جب آپ بیت اللہ کا قرب حاصل کیے ہوئے تھے، اللہ رب العزت نے آپ کو صبر و تسلیم کی راہ سے اپنی ذات کا مزید قرب عطا کرنے کا فیصلہ فرما لیا اور آپ کے لختِ جگر منجھلے بیٹے جواں سال مشہود اسلم کو اپنے پاس بلا لیا۔

یہ بلاوا اتنا اچانک تھا کہ آپ بیٹے کے جنازے میں بھی شرکت نہ کر سکے،لیکن مسنون اعمال کی برکت دیکھیے کہ رنج و غم کا ہونا تو فطری ہے لیکن پریشانی اور ابتلا کا ایک ذرّہ بھی آپ کے چہرے پر نہ تھا۔

اسی طرح ابھی ہم یہ سطور لکھ رہے تھے کہ بھائی حافظ عبدالرزاق خان کا فون آ گیا۔ خلافِ معمول آواز چہکتی ہوئی نہ تھی بلکہ رندھی ہوئی تھی۔ ہمیں کسی انہونی کا احساس ہوا، پھر انھوں نے یہ غم انگیز خبر سنائی کہ میری والدہ محترمہ جنھیں مہینہ قبل دل کی تکلیف ہوئی تھی، اللہ میاں کی بارگاہ میں حاضر ہو گئی ہیں۔

ہم نے انھیں تسلی کے مسنون کلمات کہے، دعا دی اور ایصال ثواب کیا۔

پچھلے ہفتے بھی عرض کیا تھا کہ راہ چلتے کوئی مسافر کچھ دیر کو ساتھ چلے تو اس کا بھی حق ہو جاتا ہے۔ ہمارے رسائل کے ساتھ اپنی خوبصورت تحریروں کے واسطے سے تعلق نبھاتے ہوئے ان دو حضرات کو تو برسوں ہو گئے ہیں،سو مدیر ناچیز پر اور آپ تمام قارئین پر ان کا بھرپور حق ہے کہ ابھی تمام پڑھنے والے رک کر ہمارے حافظ بھائی کی والدہ ہماری خالہ جان اور ہمارے بھائی مشہود اسلم مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کر دیں اور بقدرِ توفیق کچھ نہ کچھ ایصالِ ثواب بھی۔

کم از کم درود شریف کے ساتھ تین بار سورۂ اخلاص تو ابھی پڑھ کر خصوصی طور پر خالہ جان اور بھائی مشہود اسلم کو اور عام طور پر پوری امت مسلمہ ہی کو ثواب پہنچانے کی نیت کر لیں۔

اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو جائے، آمین!

اچھا خوب یاد آیا کہ ہمارے ادارے کے دو بہت پرانے ساتھی بھائی فضل معبود چشتی اور بھائی حبیب کے لیے بھی دعا کر دیں کہ دونوں بھائی بہت زیادہ بیمار ہیں۔ بھائی فضل معبود چشتی تو بچوں کا اسلام کے لکھاری بھی ہیں۔ ان کے بے حد معلوماتی مضامین آپ نے پچھلے ایک دو برس میں پڑھے ہوں گے، جبکہ حبیب بھائی آپ سب کی بھیجی ہوئی ڈاک کی ترسیل پر معمور ہیں۔ ہمارے ان دونوں ساتھیوں کی صحت یابی کے لیے بھی ضرور دعا کیجیے گا۔

اللہ تعالیٰ انھیں اور تمام بیماروں کو شفا کاملہ عاجلہ دائمہ مستمرہ کلیہ نصیب فرمائے، آمین!

والسلام

محمد فیصل شہزاد

درود و سلام کے مسنون صیغے (۱۹)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”زاد السعید“ کے نام سے صلوٰۃ وسلام پر مشتمل چالیس صیغے جمع فرمائے۔

حضرت لکھتے ہیں: ”جو صیغے صلوٰۃ وسلام کے احادیث میں آئے ہیں اُن میں سے چالیس صیغے پیش ہیں جن میں سے پچیس صلوٰۃ کے اور پندرہ سلام کے ہیں۔“

انہی مسنون صیغوں سے ہر ہفتے درود وسلام کا ایک صیغہ پیش کیا جا رہا ہے۔

قارئین! انھیں یاد کیجیے، روزانہ پڑھنے کا اہتمام کیجیے اور اپنے دوستوں کو بھی یاد کروائیے۔ اس طرح درود وسلام کا اجر بھی ملے گا، تلاوت حدیث کا بھی اور چالیس احادیث یاد کرنے کروانے پر از روئے حدیث قیامت کے دن علماء کرام کے ساتھ اٹھائے جانے کی بشارت کے مستحق بھی آپ بن جائیں گے۔ کیوں ہے نا مزے کی بات؟! (مدیر)

صلوٰۃ کا انیسواں صیغہ:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ.

ملاحظہ:

سلام کے صیغے پندرہ تھے جو ابتدائی پندرہ اقساط میں مکمل ہو چکے ہیں۔

***

ٹھنڈی آگ

عظمت اللہ بن محمد عبدالرزاق خان۔کراچی

''چلو چھک چھک چھک، ریل گاڑی چھک چھک چھک، میری گاڑی چھک چھک!''

محمد، حسنیٰ، انس، محسنہ اور حماد نے ایک دوسرے کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر ریل گاڑی بنائی ہوئی تھی اور پورے صحن کا چکر لگا رہے تھے۔

ہلکی ٹھنڈی ہوا کے ساتھ بوندا باندی ہو رہی تھی۔ خوشگوار موسم میں پرندے درختوں پر اپنے خالق کی یاد میں چہچہا رہے تھے۔

اچانک زور سے بجلی کڑکی اور زور سے بادل گرجے۔ بچے ڈر کر چیختے ہوئے کمرے کی طرف بھاگے اور اپنے حافظ چاچو کے کمبل میں گھس کر ہنسنے لگے۔

پھر محسنہ بولی: ''چاچو! ہمیں کہانی سنائیں۔''

چاچو انھیں ہر روز کہانی سنایا کرتے تھے۔

''پہلے یہ بتاؤ کہ وہ تمھاری چھک چھک والی ریل کہاں گئی؟''

حافظ چاچو نے کتاب میز پر رکھ کر مسکراتے ہوئے محسنہ سے ریل کے متعلق پوچھا۔

''چاچو! وہ اس کے ڈبے ناں، وہ بارش کے ڈر سے بھاگ کر کمرے میں چھپ گئے ہیں اور اب کہانی سننے کے شوق میں آپ کے پاس آ گئے ہیں۔''

محسنہ سے پہلے انس نے شرارتی انداز میں کہا تو چاچو ہنس پڑے۔

''چلو! آج میں تمھیں ایک سچی کہانی سناتا ہوں۔''

''واہ چاچو! مجھے تو سچی کہانیاں ہی اچھی لگتی ہیں۔ وہ جو پرسوں آپ نے ایک نبی کی کہانی سنائی تھی ناں، جنھوں نے مچھلی کے پیٹ میں اللہ کو یاد کیا تھا، مجھے وہ بہت اچھی لگی اور اب میں بھی اسی طرح اللہ میاں کو یاد کرتا ہوں۔'' حماد جوش سے بولا۔

''ان کا نام حضرت یونس علیہ السلام تھا۔''

حسنیٰ حماد کی بات پوری ہوتے ہی بول پڑی۔

''ہاں، مگر پہلے یہ بتاؤ کہ کس کس نے بارش کی دعا پڑھی؟''

''چاچو! میں نے پڑھ لی۔'' محمد نے اپنا دایاں ہاتھ اٹھا کر فوراً کہا۔

''شاباش، اچھا ذرا مجھے سنانا۔''

''وہ وہ...... بسم اللہ وعلی برکۃ اللہ!'' محمد نے کھانے سے پہلے کی دعا سنائی تو چاچو ہی نہیں بچے بھی ہنس پڑے۔

''اچھا لو بھئی کہانی سنو، بہت عرصہ پہلے کی بات ہے کہ ایک بستی کے لوگوں نے اپنے رب کو چھوڑ کر اپنے ہاتھوں سے کچھ مٹی کے بت بنا لیے اور ان کی عبادت کرنے لگے۔ وہ ان بتوں کو خوش کرنے کے لیے ان کے سامنے کھانا رکھ دیا کرتے تھے۔ اب مٹی کا بت تو نہ بول سکے نہ کھا سکے سو اصل مزے تو چوہوں کے آ گئے۔

لوگ ان بتوں کے سامنے جھکتے تھے مگر ایک صاحب کو ان مورتیوں سے بڑی نفرت تھی۔ وہ سوچتے تھے کہ لوگوں کی عقلوں کو کیا ہوا کہ وہ ان کے سامنے جھکتے ہیں!؟ وہ انھیں ان کے سامنے جھکنے اور کھانا رکھنے سے منع کرتے تھے، مگر لوگ ان کی باتوں کو اَن سنی کر دیتے۔ ایک دن بستی کے سب لوگ ایک میلے میں شرکت کے لیے جانے لگے تو ان صاحب نے بیماری کا کہہ کر جانے سے انکار کر دیا۔''

''چاچو! ذرا ٹھہریں، میں اپنا بسکٹ لے کر آتا ہوں۔''

محمد نے اپنا ننھا ہاتھ چاچو کے منہ پر رکھ کر کچھ کہنے سے روک دیا۔

''ہاں، میں بھی اپنا بسکٹ لے کر آتی ہوں۔'' حسنیٰ کو بھی فوراً اپنا بسکٹ یاد آ گیا۔

''ٹھیک ہے، مگر جلدی آنا۔''

''چاچو! رکنا نہیں، ہر روز کہانی کی بیچ میں ان کے پیٹ میں چوہے قلابازیاں کھانے لگتے ہیں۔'' انس نے تنگ آ کر کہانی جاری رکھنے کا اصرار کر دیا تو چاچو مسکرائے۔

''لو وہ آ گئے۔'' محمد، حسنیٰ ہاتھ میں بسکٹ لیے جلد ہی آ گئے۔

''جب سارے لوگ چلے گئے تو ان صاحب نے ہتھوڑا لے کر ایک ایک کر کے سب بتوں کو توڑ دیا اور ایک بڑے بت کو چھوڑ کر ہتھوڑا اس کی گردن پر لٹکا دیا۔ جب لوگ لوٹ کر آئے اور انھوں نے اپنے خداؤں کی حالت زار دیکھی، تو بہت غصے میں آ گئے اور ان صاحب کو پکڑ لیا۔''

''پکڑنے کے بعد پھر کیا ہوا!؟'' انس تیزی سے بولا۔

''انس! آپ چاچو کو سانس بھی لینے نہیں دے رہے۔'' محسنہ نے انس کو گھورا۔

''غصے میں انھوں نے ایک بہت بڑی آگ جلائی تاکہ انھیں سزا دیں، جب اس کے شعلے خوب بھڑک گئے تو بستی کے لوگوں نے آگ میں انھیں پھینک دیا مگر وہ آگ ان کے لیے ٹھنڈی ہو گئی۔

''وہ کیسے ٹھنڈی ہو گئی؟'' حسنیٰ کو کچھ تعجب سا ہوا۔

''بھئی وہ اللہ تعالیٰ کے کہنے سے ٹھنڈی ہو گئی۔ اس لیے کہ وہ اللہ کی مخلوق ہے اور جب تک اللہ کی اجازت نہ ہو وہ کسی کو نہیں جلا سکتی۔ یہاں تک کہ پتے بھی اللہ کی اجازت لیے بغیر درختوں سے نہیں گرتے۔ خیر جانتے ہو وہ عظیم شخص کون تھے؟ وہ اللہ رب العزت کے بہت ہی پیارے نبی حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام تھے، جن کی اللہ نے اپنے آخری کلام ''قرآن پاک'' میں بہت تعریف فرمائی ہے۔''

''سبحان اللہ۔'' چاچو نے سچی کہانی مکمل کی تو سب جوش سے بول اٹھے۔

''انس! ذرا باہر جا کر دیکھنا بارش تھم گئی؟ مجھے نماز پڑھنے مسجد جانا ہے۔''

''چاچو! میں دیکھ کر آتی ہوں۔'' محسنہ، انس سے پہلے ہی بھاگی۔

''چاچو! بارش تھم چکی ہے۔ بس بوندا باندی سی ہے۔''

حافظ چاچو جماعت میں شرکت کے لیے گھر سے نکل گئے تو بچوں نے ایک بار پھر ایک دوسرے کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر ریل سی بنائی اور صحن کا چکر کاٹنے لگے۔

''چلو چھک چھک چھک، ریل گاڑی چھک چھک چھک، میری گاڑی چھک چھک!''

☆☆☆

خط کتابت کا پتا: دفتر روزنامہ اسلام، ناظم آباد، کراچی bkislam4u@gmail.com, 021 366 099 83

ادارہ روزنامہ اسلام کی تحریری اجازت کے بغیر بچوں کا اسلام کی کوئی تحریر کہیں شائع نہیں کی جا سکتی۔ بصورت دیگر ادارہ قانونی چارہ جوئی کرنے کا حق رکھتا ہے۔

سالانہ زرتعاون: اندرون ملک 2000 روپے بیرون ملک ایک میگزین 25000 روپے دو میگزین 28000 روپے انٹرنیٹ: www.dailyislam.pk

مرچ

زرینہ شیر احمد، پہاڑ گنج، کراچی

ہمارے منہ میں ذائقے کے دس ہزار ریسپٹر ہیں جبکہ درد محسوس کرنے والے اور دوسرے سوماٹوسینسری ریسپٹر اس سے بھی زیادہ ہیں۔ چونکہ یہ زبان پر ساتھ ساتھ ہی ہیں تو کئی بار ہم انھیں خلط ملط کر دیتے ہیں۔ جب آپ کہتے ہیں کہ مرچ سے زبان جل رہی ہے تو ایسا کہنے کی وجہ ہے، کیونکہ ہمارا دماغ مرچ کی تعبیر ایسے ہی کرتا ہے کہ زبان جل رہی ہو۔ بہت تیز مرچ کھائیں تو دماغ کو ایسا ہی لگے گا جیسے زبان چولھے پر رکھ دی ہو۔ اسی طرح، مینتھول زبان پر رکھیں تو سرد احساس ہوتا ہے۔

مرچ کا فعال جزو ایک کیمیکل ہے جسے (capsaicin) کہا جاتا ہے۔

جب آپ اسے کھاتے ہیں تو جسم ایک ہارمون اینڈورفن کا اخراج کرتا ہے۔ یہ معلوم نہیں کہ ایسا کیوں ہے لیکن یہ ہمیں گرمی اور خوشی کا احساس دیتا ہے۔ اور کسی بھی گرمی کی طرح یہ زیادہ ہو کر تکلیف دہ اور ناقابلِ برداشت ہو سکتی ہے۔

کسی شے میں مرچ کی پیمائش کا یونٹ اسکوولس (Scovilles) ہے۔ ولبر سکوول ایک امریکی فارمسسٹ تھے جن کی دلچسپی مرچوں میں نہیں تھی۔ ان کا اکیڈمک کیریئر مختلف اقسام کے کیمیکل کا تجزیہ کرتے گزرا۔ ۱۹۰۷ء میں انھیں ادویات بنانے والی ایک کمپنی میں ملازمت ملی۔ یہاں پر ان کا کام پٹھوں کے لیے ایک مشہور مرہم بنانے کا تھا۔ اس میں گرمائش لال مرچ سے آتی تھی لیکن ہر بار آنے والی لال مرچ کی

ڈلیوری میں اس کی تیزی الگ ہوتی تھی۔ کوئی اچھا طریقہ نہیں تھا جس سے پتا لگے کہ مرہم تیار کرنے میں کتنی مرچ ڈالی جائے۔

آخر اسکوول نے ایک ٹیسٹ ایجاد کیا جو (Scoville organoleptic test) کہلاتا ہے۔ یہ مرچ کی پیمائش کا سائنسی طریقہ تھا اور آج بھی یہی اسٹینڈرڈ استعمال ہوتا ہے۔

اس بات کو رپورٹ کیا گیا ہے کہ کیپساسسن سے بلڈ پریشر کم ہوتا ہے۔ سوزش کم کرنے میں مدد ملتی ہے اور اس کے علاوہ بھی صحت کے کئی فائدے ہیں۔ شملہ مرچ میں ۵۰ سے ۱۰۰ اسکوول ہوتے ہیں۔ ہالاپینو میں ۲۵۰۰ سے ۵۰۰۰ تک۔ آج کئی لوگ اس چیز کا مقابلہ کرتے ہیں کہ وہ کیسے زیادہ سے زیادہ تیز مرچ بنا سکیں۔ اس کا ریکارڈ اس وقت کیرولینا ریپر کے پاس ہے جس میں ۲۲ لاکھ اسکوول تھے۔

خالص کیپساسین میں ۱۶۰ لاکھ اسکوول ہیں جبکہ پودوں سے کشیدہ کئے ہوئے کچھ دوسرے کیمیکلز میں اس سے بھی بہت زیادہ۔ اتنی تیز مرچ کا استعمال کھانے میں نہیں ہوتا، کیونکہ یہ انسان کی برداشت کی حد سے باہر ہے۔ ان کو پیپر اسپرے میں استعمال کیا جاتا ہے۔

کسی پر غیر مہلک حملہ کرنے، اپنا دفاع کرنے، مجمع کو منتشر کرنے اور ہنگامہ آرائی روکنے کے طریقوں میں اس کا استعمال ہوتا ہے۔ اور اگر اس کا سامنا ہو تو فوری احساس میں آنکھ کا غیر ارادی طور پر بند ہونے کے علاوہ چہرے، ناک اور گلے میں جلن کا تیز احساس ہے۔

اتفاق سے درد کے یہ ڈیٹکٹر صرف ہمارے منہ ہی میں نہیں، جسم کے کچھ دوسرے اعضا پر بھی ہیں اور مرچوں سے ہمیں منہ کے علاوہ بھی جسم پر بے آرامی ہو سکتی ہے۔

☆☆☆

جواب

شہلا بنت عبدالجبار۔ لاڑکانہ

ایک اللہ والے ایک مجلس میں تشریف رکھتے تھے۔ گرمی کا زمانہ تھا۔ سو ڈیڑھ سو آدمی حضرت کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک مرید نے پوچھا:

”حضرت! یہ جو سننے میں آیا ہے کہ لوگ انبیاء و اولیاء کے قرب و جوار میں دفن ہونے کی کوشش کیا کرتے ہیں تو اس کا کیا فائدہ ہوگا؟“

حضرت نے اس سے کہا: ”تم ہمیں پنکھا جھلو۔“

وہ پنکھا جھلنے لگا۔ کچھ دیر بعد اسے یاد بھی نہیں رہا کہ کوئی سوال کیا تھا۔

پندرہ بیس منٹ گزر گئے تو حضرت نے اس سے پوچھا:

”میاں! تم یہ پنکھا کسے جھل رہے ہو؟“

اس نے کہا: ”حضرت! آپ کو جھل رہا ہوں۔“

حضرت نے فرمایا: ”یہ جو لوگ مجلس میں ساتھ بیٹھے ہیں، انھیں تو نہیں جھل رہے ہو؟“

اس نے کہا: ”نہیں۔“

حضرت نے فرمایا: ”ہوا ان سب کو لگ رہی ہے یا صرف مجھے ہی لگ رہی ہے۔“

مرید نے عرض کیا: ”حضرت ہوا تو حاضرینِ مجلس میں سے ہر ایک کو لگ رہی ہے، کسی کو کم کسی کو زیادہ۔“

فرمایا: ”یہ تمہارے سوال کا جواب ہے، تم نے یہ سوال کیا تھا کہ انبیاء و اولیاء کے قریب دفن کرنے سے مردے کو کیا فائدہ ہے؟ تو سنو! اولیاء اللہ کی قبروں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی ہوائیں چلتی ہیں، مقصودِ اصلی وہ ہوتے ہیں مگر آس پاس والوں کو بھی رحمت کی ہوا لگتی ہے۔ رحمت کے اثرات سب کو پہنچتے ہیں۔ اسی لیے سمجھدار لوگ کوشش کرتے ہیں کہ اہل اللہ، صالحین کے پاس دفن ہوں، ان پر رحمت کی ہوائیں چلیں گی تو آس پاس والوں کو بھی لگیں گی۔“

مرسلہ: یوسف اریب۔ گوجرانوالہ

یاد یہ اشعار کرو!

اثرؔ جونپوری

چاہتے ہو گر گلشنِ مولیٰ، نفس کا جنگل پار کرو
جنت کے گر طالب ہو تم سنت کا پرچار کرو
سبحان اللہ پڑھ پڑھ کر تم نخل لگاؤ جنت میں
خرچ کرو اللہ کے گھر میں، خلد میں گھر تیار کرو
سائل بن کر ناز اٹھاؤ پاؤ دنیا میں عزت
علم کے حاصل کرنے میں تم جیتے جی مت عار کرو
حسن کی بالادستی اہلِ عشق کی پستی زندہ باد
جیت اسی میں مضمر ہے تم تسلیم اپنی ہار کرو
پیارو! تم کو بتلاتا ہوں پیارا بننے کا نسخہ
جو سب پیاروں کا پیارا ہے اس پیارے سے پیار کرو
چھوٹی بہر کے شعروں کو محفوظ سبھی کر لیتے ہیں
ذوق و شوق اگر ہے تم میں یاد تو یہ اشعار کرو

☆☆☆

احمد نعمان شیخ-سعودی عرب

تلافی

رمضان کا آخری عشرہ چل رہا تھا۔حسن اور حریم نے اپنے چاچو وقاص کے ساتھ جوہر ٹاؤن، لاہور کے ایک ریسٹورنٹ میں افطاری کا پروگرام بنایا۔ ان کے والد اور والدہ کسی ضروری کام سے اسلام آباد گئے ہوئے تھے اور گھر میں صرف وہ تینوں ہی تھے۔

وقاص جرمنی کے شہر برلن میں رہتا تھا اور آج کل پاکستان آیا ہوا تھا۔ وہ روزانہ رات تراویح کے بعد حسن اور حریم کے ساتھ بیٹھ جاتا اور انھیں جرمنی اور یورپ میں گزاری گئی زندگی کے بارے میں بتاتا۔حسن اور حریم دونوں اپنے چاچو سے تین سال بعد مل رہے تھے، اس لیے دونوں کو ان کے ساتھ بات کرنا بہت اچھا لگتا تھا۔

حسن اور حریم دونوں جڑواں بہن بھائی تھے اور آٹھویں جماعت میں زیرِ تعلیم تھے۔ وقاص کی عمر اٹھائیس سال تھی۔ عید کے بعد اس کی شادی متوقع تھی۔

وہ افطار کے وقت سے ایک گھنٹہ پہلے گھر سے نکلے تھے۔ راستہ صرف پندرہ منٹ کا تھا لیکن سڑک پر بے پناہ ٹریفک تھی جس کی وجہ سے انھیں توقع سے زیادہ وقت لگا۔ بالآخر وہ منزل پر پہنچ گئے لیکن ان کے مطلوبہ ریسٹورنٹ کے آس پاس کار کھڑی کرنے کی جگہ نہیں تھی۔

’’یہاں تو پارکنگ ہی نہیں مل رہی، کار کہاں کھڑی کریں؟‘‘

وقاص نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

’’چاچو! اس گلی میں لے جائیں، کچھ جگہ خالی ہے۔‘‘

حسن نے دائیں طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو وقاص نے کار دائیں طرف موڑ دی۔ گلی کی دونوں اطراف میں اسکول، کالج اور ایک سرکاری ادارہ تھا۔ بیرونی دیواروں کے ساتھ کئی گاڑیاں کھڑی تھیں۔ خالی جگہ دیکھ کر وقاص نے کار اس طرف بڑھا دی۔

کار ریورس کرتے ہوئے اس کا موبائل بج اٹھا۔ وقاص کی نظر سڑک سے ہٹ کر موبائل کی طرف چلی گئی اور اسی وقت ایک زوردار آواز آئی۔

ان کی ویگن آر ایک نیلی کرولا سے ٹکرا گئی تھی۔

وقاص نے کار ایک طرف لگائی اور وہ تینوں باہر نکل آئے۔

انھوں نے دیکھا کہ نیلی کار کے دروازے پر ڈینٹ پڑ گیا ہے اور ایک اشارہ بھی ٹوٹ گیا ہے۔ ان کی اپنی کار کی بیک لائٹ بھی ٹوٹ گئی۔

’’اوہ! یہ تو کافی نقصان ہو گیا۔‘‘

وقاص بڑبڑایا۔

’’جی چاچو! ہماری کار کی بیک لائٹ ٹوٹ گئی۔‘‘ حسن بولا۔ اس کی نظر بیک لائٹ پر تھی۔

’’میں اپنی کار کی بات نہیں کر رہا، کرولا کو دیکھو!‘‘ اس نے ہاتھ کا اشارہ کیا۔

’’چاچو! اس سے پہلے کہ کرولا کا مالک آ جائے، فوراً یہاں سے نکل جاتے ہیں اور گاڑی کہیں اور کھڑی کر دیتے ہیں۔‘‘

حسن نے رائے دی۔

’’ہاں! ورنہ کرولا کا مالک آپ سے لڑائی کرے گا۔ آپ نہیں جانتے ہمارے ملک کا ماحول، بات بات پر لوگ لڑنے مرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔‘‘ حریم بولی۔

’’اور جو میری غلطی سے اس کار کا نقصان ہو گیا، وہ کون بھرے گا؟‘‘

وقاص نے ان دونوں کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

’’وہ......وہ چھوڑیں، خود ہی ٹھیک کرواتا پھرے گا۔‘‘

’’نہیں نہیں، مجھے اپنی غلطی کی تلافی خود کرنی ہے، وہ بے چارا کیوں بھرے۔‘‘

وقاص اپنی کار میں بیٹھا اور گلوکمپاؤنڈ سے ایک نوٹ پیڈ نکال کر ایک صفحہ پھاڑا اور کچھ لکھنے لگا: ’’السلام علیکم! میری غلطی کی وجہ سے آپ کی کار کا اشارہ ٹوٹ گیا اور دروازے پر ڈینٹ پڑ گیا۔ میں بہت معذرت خواہ ہوں اور آپ کے نقصان کا ہرجانہ بھرنا چاہتا ہوں۔ براہِ کرم آپ مجھ سے نیچے دیے گئے نمبر پر رابطہ کر لیجیے۔ وقاص صلاح الدین۔‘‘

نیچے وقاص نے اپنا موبائل نمبر اور گھر کا لینڈ لائن نمبر لکھا، گلوکمپاؤنڈ سے اسکاچ ٹیپ نکال کر کاغذ کو ونڈ اسکرین پر چپکا دیا۔

حسن اور حریم حیرت زدہ انداز میں انھیں یہ سب کرتے دیکھتے رہے۔

’’چاچو! یہ کیا تھا؟‘‘ حسن نے پوچھا۔

’’افطار ہونے میں صرف پندرہ منٹ رہ گئے ہیں۔ ابھی ہم کار کے مالک کو تلاش نہیں کر سکتے۔ آس پاس گھر بھی نہیں ہیں، اسی لیے یہ نوٹ لکھ کر چپکا دیا۔ لگتا ہے کرولا والا بھی ہماری طرح کسی ریسٹورنٹ میں افطاری کے لیے آیا ہوگا۔ واپسی پر جب بھی وہ یہ کاغذ پڑھے گا، مجھ سے رابطہ کرلے گا۔‘‘

’’چاچو! نئے ماڈل کی کرولا کار ہے۔ کم از کم تیس چالیس ہزار روپے کا نقصان ہو گیا ہے،

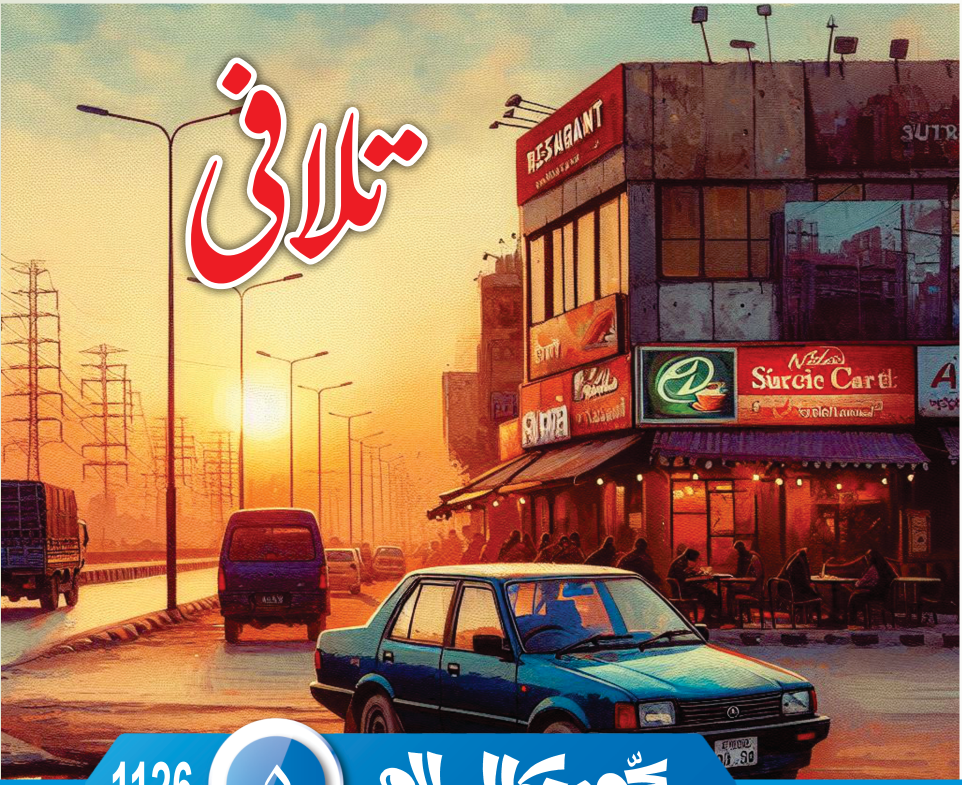

یہ آپ ادا کریں گے؟''

حریم نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

''تو اور کون ادا کرے گا؟ میری غلطی ہے، میں موبائل کی طرف متوجہ ہوگیا اور ٹھیک سے دیکھ نہ سکا۔ مجھے تو تم لوگوں کی حیرت پر حیرت ہورہی ہے۔ ذرا ایک لمحے کے لیے سوچو کہ کسی نے ہماری گاڑی کا ایسا نقصان کردیا ہوتا اور بھاگ جاتا تو پھر ہمیں کتنا غصہ آتا؟''

وقاص نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھانے لگا۔

حسن اور حریم کے لیے یہ بات بالکل نئی تھی۔ اب تک تو وہ لوگوں کو دوسروں کا نقصان کرنے کے بعد خود کو بے قصور ثابت کرتا دیکھتے آئے تھے، ایسا انھوں نے پہلی بار دیکھا تھا۔ جب وہ ریسٹورنٹ پہنچے تو افطار ہونے میں صرف دس منٹ بچے تھے۔

''شکر ہے، وقت پر پہنچ گئے، ورنہ مجھے تو لگا تھا کہ آج افطاری سڑک پر ہی ہوگی۔''

حسن بولا، پھر وہ دعا میں مصروف ہوگئے۔

کچھ دیر بعد اذان ہوگئی تو انھوں نے اللہ کا نام لے کر روزہ افطار کرنا شروع کیا۔ افطاری کے بعد انھوں نے مسجد میں مغرب کی نماز ادا کی۔ اس مسجد میں خواتین کے لیے بھی جگہ مخصوص تھی۔ حریم نے وہاں نماز ادا کی۔

واپسی پر جب وہ اپنی کار کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ نیلی کار اب بھی کھڑی تھی۔

''پتا نہیں یہ کار کس کی ہے؟ خیر ہم نے نوٹ چپکا دیا ہے۔ کار کا مالک جلد ہی رابطہ کرلے گا۔''

وہ گھر چلے گئے۔ اگلے دن ان کے والدین بھی واپس آگئے تو عید کی تیاریوں میں وہ تینوں بھول گئے کہ پانچ دن پہلے وہ نیلی کار پر نوٹ چھوڑ کر آئے ہیں۔ پانچ دن گزر گئے تھے مگر کسی نے رابطہ نہیں کیا تھا۔ اب عید آنے میں صرف دو دن باقی تھے۔

''چاچو! نیلی کار والے نے اب تک کوئی رابطہ نہیں کیا؟'' ایک دن تراویح کی نماز سے واپسی پر حسن کو یاد آیا تو وقاص سے پوچھا۔

''ارے ہاں! پانچ چھے دن گزر گئے، اس کی طرف سے تو کوئی فون نہیں آیا۔''

''ہوسکتا ہے کسی نے وہ کاغذ ہی پھاڑ دیا ہو۔'' حسن نے خیال ظاہر کیا۔

''ہاں شاید! کسی نے شرارت کی ہو۔''

''یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ کار کسی وجہ سے ابھی تک وہیں کھڑی ہو اور مالک آیا ہی نہ ہو۔''

''ہاں شاید! ایسا کرتے ہیں کل پھر افطاری اسی ریسٹورنٹ میں کرنے چلتے ہیں۔''

''ہاں! یہ اچھا آئیڈیا ہے۔'' حسن خوش ہوگیا۔

اگلے دن وہ تینوں وقت سے پہلے وہاں پہنچ گئے اور یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ نیلی کار اسی جگہ پر کھڑی ہوئی تھی لیکن ان کا نوٹ موجود نہیں تھا۔

کار پر کافی گرد پڑ چکی تھی، ایسا لگتا تھا کہ پچھلے ایک ہفتے سے کار وہیں کھڑی ہے۔

''چاچو! کسی نے آپ کا نوٹ پھاڑ کر پھینک دیا۔''

حسن بولا۔

''یا شاید بارش کی وجہ سے پھٹ گیا۔'' حریم بولی، جس دن انھوں نے وہ نوٹ کار کی ونڈ اسکرین پر چپکایا تھا، اگلے دن کافی تیز بارش ہوئی تھی۔

''نوٹ کی فکر نہیں، سوال یہ ہے کہ ایک ہفتے سے کار یہاں کیوں کھڑی ہے؟''

وقاص کے دماغ میں کچھ اور چل رہا تھا۔

''اب ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔ کسی سے پوچھ لیتے ہیں۔''

''کس سے؟'' حریم نے حسن سے پوچھا۔

''وہ سامنے اسکول کے دروازے پر چوکیدار ہے، شاید اسے کچھ پتا ہو۔'' وہ تینوں چوکیدار کے پاس گئے اور نیلی کار کے بارے میں پوچھا۔

''صاحب جی! یہ نیلی کار تو شاید چھے سات دن سے یہیں کھڑی ہے۔ کوئی لینے نہیں آیا۔''

چوکیدار نے جواب دیا۔

''آپ نے کسی کو بتایا؟''

''مجھے کیا ضرورت تھی، جس نے کھڑی کی ہے، خود ہی لے جائے گا۔'' اس نے لاپروائی سے جواب دیا۔

''چاچو! اکثر ایسی گاڑیوں کی ڈگی میں لاش ہوتی ہے۔''

حسن نے پراسرار انداز میں کہا: ''قاتل پہلے کوئی کار چوری کرتا ہے، پھر اس کی ڈگی میں لاش رکھ کر بھاگ جاتا ہے۔ ہم نے ناولوں میں ایسا ہی پڑھا ہے۔'' حریم نے حسن کی تائید کی۔

''ہونہہ! لیکن یہ ناول نہیں ہے۔ خیر افطاری کا وقت ہو رہا ہے۔ یہ معاملہ بعد میں حل کرتے ہیں۔''

وقاص نے مسکراتے ہوئے کہا اور کار کی نمبر پلیٹ کی تصویر بنالی۔

افطار کے بعد وقاص نے اپنے ایک دوست کو فون کیا۔

وہ پولیس میں انسپکٹر تھا اور ان کا ہمسایہ تھا۔

''یار عدنان! مجھے تمھاری مدد چاہیے۔''

اس کے بعد وقاص نے عدنان کو ساری بات بتادی اور کار کا نمبر بھی بتادیا۔

''ٹھیک ہے، میں دیکھتا ہوں۔'' عدنان نے جواب دیا۔ وہ بھی گھر واپس چلے گئے۔

جیسے ہی تراویح کی نماز ادا کرکے وقاص حسن کے والد خرم صاحب اور حسن گھر پہنچے، عدنان آگیا۔

''وقاص! تم نے جو نمبر دیا تھا، میں نے اس کا ریکارڈ نکلوایا ہے۔ کار کسی محمد عبدالرحمن کے نام ہے۔ اس کے شناختی کارڈ کے نمبر کی مدد سے اس کا موبائل نمبر نکلوایا لیکن وہ سات دن سے بند ہے۔''

''سات دن سے بند؟'' وقاص بڑبڑایا۔

''ہاں! نمبر کی آخری لوکیشن ایئرپورٹ کے پاس کی ہے۔ اس کے بعد نمبر بند ہوگیا اور اب تک آن نہیں ہوا۔''

''ہوسکتا ہے وہ لاش رکھ کر فرار ہوگیا ہو۔ اسی لیے نمبر بند کرلیا ہو۔'' حسن نے کہا۔

''حسن! لگتا ہے تم جاسوسی ناول بہت دیکھتے ہو۔ اگر ایسی بات ہوتی تو وہ اپنی کار ایسے چھوڑ کر نہ جاتا، پھر اتنے دن تک لاش کی بو بھی پھیل چکی ہوتی۔''

عدنان نے حسن کو ٹوکا۔

''پھر اب کیا کرنا ہے؟'' وقاص نے پوچھا۔

''میں اپنے عملے سے بات کرتا ہوں۔ ہم گاڑی چیک کرتے ہیں۔'' عدنان نے اپنے ماتحت کا نمبر ملایا اور اسے ساری بات سمجھائی۔

آدھے گھنٹے کے بعد وہ سب اسی نیلی کار کے سامنے کھڑے تھے۔ ایک چابی ساز نے کار کی ڈگی کھولی۔

''ارے ڈگی تو خالی ہے۔'' وہ بڑبڑائے۔ ''اگر کوئی جرم نہیں ہوا تو کار ایک ہفتے سے یہاں کیوں کھڑی ہے؟''

''ہوسکتا ہے کہ یہ کار چوری ہوگئی ہو اور چور انجن اور کچھ قیمتی سامان نکال کر یہاں کھڑی کرکے بھاگ گیا ہو۔''

حسن نے اندازہ لگایا۔

''نہیں! اس نمبر کی کار کی کوئی چوری کی رپورٹ درج نہیں کی گئی۔''

''ہوسکتا ہے یہ کار کسی اور شہر سے یہاں لائی گئی ہو اور چوری کی رپورٹ کسی اور شہر میں درج ہو۔'' حریم بولی۔

''نہیں بیٹا! اب پولیس کا ڈیٹا بیس بہت مضبوط ہے۔ سب کچھ کمپیوٹرائزڈ ہے۔ اس کار کا پولیس ریکارڈ نہیں ہے۔''

''پھر اب کیا کریں گے؟'' حسن نے پوچھا۔

"آپ لوگ گھر جا کر آرام کریں! یہ پولیس کا کام ہے۔ہم دیکھ لیتے ہیں۔"

عدنان نے وقاص کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"نہیں عدنان انکل! ہمیں بھی آپ کے ساتھ تفتیش کرنی ہے۔"حسن بولا۔

"جاسوسی ناول پڑھ پڑھ کر بچے بھی جاسوس بننا چاہتے ہیں، خیر دیکھتے ہیں کہ کیا کر سکتے ہیں۔"

"آپ کے پاس نیلی کار کے مالک محمد عبدالرحمن کا ریکارڈ ہے، ہم ان کے گھر جا سکتے ہیں۔"

حریم نے رائے دی۔

"ہاں! یہ ممکن ہے۔کل صبح چلیں گے، ابھی کافی رات ہوگئی ہے۔"عدنان نے کہا۔

"ابھی کیوں نہیں؟ گرمیوں کا رمضان ہے، اسکولوں کالجوں سے چھٹیاں ہیں۔آج کل تو سبھی لوگ رات بھر جاگتے ہیں اور سحری کے بعد ہی سوتے ہیں۔"حسن بولا۔

"ویسے بھی کل آخری روزہ ہے، آج چاند نظر ہی نہیں آیا۔"حریم نے منہ بنایا۔

"یار وقاص! یہ بچے بہت تیز ہیں۔بالکل اشتیاق احمد کے ناولوں کے کردار محمود، فاروق، فرزانہ کی طرح۔"

عدنان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ناولوں کا اثر ہے۔"

"چلو پھر عبدالرحمن کے گھر چلتے ہیں، شاید کچھ پتا چل سکے۔"عدنان بولا۔

وہ مسلم ٹاؤن میں رہتا تھا۔بیس منٹ بعد وہ ایک دروازے کے سامنے کھڑے تھے۔

گھنٹی بجانے پر ایک نوجوان باہر آیا۔پولیس کی جیپ دیکھ کر وہ گھبرا گیا اور بولا: "جی! کس سے ملنا ہے؟"

"کیا عبدالرحمن صاحب یہاں رہتے ہیں؟"

"جی ہاں! میں ہی عبدالرحمن ہوں، خیریت؟"

اس نے جواب دیا۔

"آپ کی نیلی کرولا کہاں ہے؟"

"وہ تو میں نے تین ماہ پہلے بیچ دی تھی۔اب تو میرے پاس سیوک ہے۔"

"اوہ! کسے بیچی تھی آپ نے؟"عدنان نے پوچھا۔

"شبیر احمد نامی کوئی شخص تھا۔ڈیلر نے سودا کروایا تھا۔"

"کیا ہمیں شبیر احمد کا فون نمبر یا کوئی اور معلومات مل سکتی ہیں؟"

"ہاں، ایک منٹ، میں آتا ہوں۔"

وہ اندر چلا گیا۔دو منٹ بعد اس کی واپسی ہوئی۔اس کے ہاتھ میں کار کی فروخت کے کاغذات تھے۔

"یہ دیکھیں کار کی فروخت کے کاغذات اور یہ شبیر احمد کا موبائل نمبر۔"اس نے کاغذات ان کے حوالے کر دیے۔

"اچھا! آپ کا موبائل کیوں بند ہے؟"

عدنان نے عبدالرحمن سے پوچھا۔

"میں عمرے کے لیے گیا ہوا تھا۔آج شام ہی واپس آیا ہوں۔موبائل خراب ہو گیا ہے۔صبح ٹھیک کرواؤں گا تو سم ڈالوں گا۔"

"ٹھیک ہے، آپ ہمیں اجازت دیں۔تکلیف کے لیے معذرت خواہ ہیں۔" وہ اپنی اپنی گاڑیوں کے پاس آ گئے۔اتنی دیر میں عدنان، شبیر احمد کا نمبر ملا چکا تھا۔

"نمبر تو یہ بھی بند ہے۔"

"نمبر کا ریکارڈ نکلوا کر شبیر احمد کے گھر چلتے ہیں۔"

حسن نے رائے دی۔

"تم دونوں نے آج جاسوس بن کر ہی دم لینا ہے۔"

عدنان نے مسکرا کر کہا اور کنٹرول روم فون کر کے ہدایات دینے لگا۔

کچھ دیر بعد انھیں شبیر احمد کا پتا مل گیا۔وہ سمن آباد کا رہائشی تھا۔جب وہ اس کے گھر پہنچے تو بارہ بج چکے تھے۔دستک دینے پر ایک چالیس بیالیس سالہ شخص نے دروازہ کھولا۔اس کی آنکھوں سے ایسا لگ رہا تھا کہ وہ نیند سے جاگا ہے۔

"جی آپ لوگ......!"

"ہمیں شبیر احمد سے ملنا ہے۔"

"میں ہی شبیر احمد ہوں، آپ کون؟"

"میں جوہر ٹاؤن تھانے سے انسپکٹر عدنان رضا۔آپ کی نیلی کرولا کہاں ہے؟"

"وہ تو جوہر ٹاؤن میں ایک گلی میں کھڑی کی ہوئی ہے۔"اس نے جواب دیا۔

"ایک ہفتے سے آپ کی کار وہاں کیوں کھڑی ہے؟"

"میرا خیال ہے کہ آپ اندر آ جائیں، یہاں باہر کھڑے رہنا مناسب نہیں۔"

وہ ان چاروں کو اندر لے آیا اور بتانے لگا:

"ایک ہفتہ پہلے میں جوہر ٹاؤن کسی کام سے گیا تھا۔کار خراب ہوگئی تو میں نے کار ایک گلی میں کھڑی کی اور ٹیکسی لے کر گھر آ گیا۔افطار کا وقت ہونے والا تھا، سوچا کل صبح گیراج سے مکینک لے کر کار ٹھیک کرواؤں گا لیکن ایسا نہ ہو سکا۔جیسے ہی میں گھر پہنچا مجھے اطلاع ملی کہ کراچی میں میرے والد صاحب کو خطرناک حادثہ پیش آ گیا ہے، ان کی زندگی خطرے میں ہے۔میں اور میری بیوی فوراً جہاز کے ذریعے کراچی روانہ ہوگئے۔میرے پچھلے چھے دن عجیب کشمکش میں گزرے۔اللہ کا شکر ہے کہ والد صاحب کو ہوش آ گیا اور طبیعت سنبھل گئی تو میں دو گھنٹے پہلے ہی لاہور پہنچا ہوں۔سوچا تھا کہ کل صبح کار ٹھیک کرواؤں گا۔"

"اوہ تو یہ تھا سارا ماجرا۔"حسن اور حریم بڑبڑائے۔

"جی ہاں! لیکن آپ یہ سب کیوں پوچھ رہے ہیں؟ کار چوری ہوگئی کیا؟"شبیر احمد پریشان ہو گیا۔

"نہیں نہیں شبیر صاحب! ایسی کوئی بات نہیں۔"وقاص نے کہا اور اس کے بعد تمام تفصیلات بیان کر دیں۔

"مجھے یقین نہیں آ رہا کہ آج کے زمانے میں ایسے لوگ بھی ہو سکتے ہیں؟ آپ کی غلطی سے میری کار کا نقصان ہوا اور آپ اس کی تلافی کرنے کے لیے اس حد تک چلے گئے؟ کوئی اور ہوتا تو پلٹ کر خبر بھی نہ لیتا۔"

"شبیر صاحب! ہمارا دین ہمیں یہی سکھاتا ہے کہ اگر کسی کا نقصان ہو جائے تو اس کی تلافی کی جائے۔میری غلطی سے آپ کا نقصان ہوا تو مرمت کا خرچہ بھی مجھے ہی برداشت کرنا چاہیے۔آپ میرا نمبر محفوظ کر لیں اور کل صبح کار گیراج بھجوا دیں۔بل میں ادا کروں گا ان شاء اللہ!"

وقاص نے کہا تو شبیر احمد صوفے سے اٹھے اور وقاص کے گلے لگ گئے۔

"بھائی! آپ کیوں شرمندہ کر رہے ہیں۔آپ میرے چھوٹے بھائیوں جیسے ہیں۔آپ لوگوں نے مجھے تلاش کیا، یہاں آ کر معذرت کی، اس سے بڑھ کر میرے لیے کچھ نہیں ہے۔مجھے آپ کا خلوص چاہیے، پیسہ نہیں۔اللہ کا دیا میرے پاس سب کچھ ہے۔میں آپ سے کچھ نہیں لوں گا۔"

حسن اور حریم یہ منظر دیکھ کر دل میں سوچنے لگے کہ روپیہ، پیسہ ہی سب کچھ نہیں ہوتا، خلوص، محبت اور احساس سے بڑی دولت اور کوئی نہیں۔

"وقاص صاحب! سحری کا وقت ہونے والا ہے، کیوں نہ اس موقعے پر رمضان کی آخری سحری ساتھ کی جائے اور اس موقعے کو یادگار بنایا جائے؟"شبیر احمد نے پرجوش انداز میں کہا۔

"تو پھر کیوں نہ جوہر ٹاؤن کے اسی ریسٹورنٹ میں چلیں جہاں میری کار آپ کی کار سے ٹکرائی تھی؟"

"اور اس کی تلافی کے لیے آپ یہاں تک آ گئے۔"

شبیر احمد نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ سب رمضان کی آخری سحری کھانے کے لیے ایک ساتھ نکل پڑے۔

روزے دارو، اللہ کے پیارو!

اُمِّ محمد سلمان

آج جمعے کے بعد گھر سے نکلنے لگا تو بیگم نے ہاتھ میں ایک تھیلی پکڑا دی اور کہنے لگیں:

''آپ باہر جا ہی رہے ہیں تو ذرا میرا یہ دوپٹا بھی پیکو کرواتے لائیے گا۔ راستے ہی میں پڑے گا، شہزاد پیکو سینٹر! اور ہاں اب عید قریب ہے تو پیسے زیادہ مانگیں گے لیکن آپ نے سو روپے سے زیادہ بالکل نہیں دینے، اس والی پیکو کا یہی ریٹ ہے۔ ٹھیک ہے نا؟''

''میں جو دوپٹے کی تھیلی ہاتھ میں پکڑے بیگم کی گفتگو دھیان سے سن رہا تھا، عالمِ استغراق سے باہر آ گیا اور احتجاجی انداز میں بولا:

''بیگم! ایسے خالص زنانہ قسم کے کام آپ خود ہی کر لیا کریں۔ مجھے کیوں تنگ کرتی ہیں؟ بھئی مجھ سے نہیں ہوتے ایسے کام۔''

''ارے بھئی میں آپ کو ہرگز تنگ نہ کرتی لیکن یقین جانیے روزے میں گھر سے باہر نکلنے کی بالکل ہمت نہیں ہوتی اور افطار کے بعد تو ویسے ہی لاک ڈاؤن کی وجہ سے دکانیں بند ہو جاتی ہیں، اسی لیے آپ کو زحمت دے رہی ہوں۔ کر دیجیے نا! چھوٹا سا کام ہے، ثواب بھی تو ملے گا۔'' اور میں تائید میں سر ہلاتے ہوئے گھر سے نکل آیا۔

راستے میں سخت گرمی تھی۔ دھوپ بہت تیز نکلی ہوئی تھی۔ میں گھر سے نکل تو آیا مگر اب پچھتا رہا تھا کہ بائیک پر ہی جاتا تو زیادہ بہتر رہتا، مگر خیر، چلتے چلتے پیکو کی دکان پر پہنچا اور دوپٹا انھیں پکڑا دیا۔

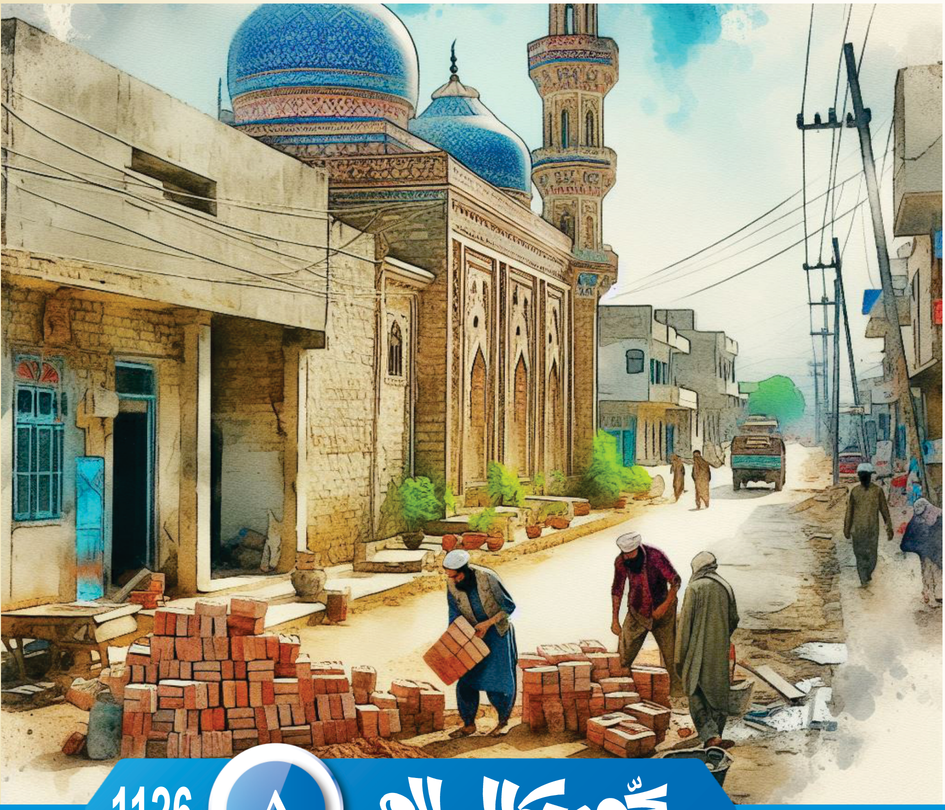

''ہاں بھئی اس ڈیزائن کے کیا ریٹ ہیں؟''

''وہ سامنے لکھے ہیں۔''

دکان دار نے خاموشی سے سامنے لگی ریٹ لسٹ کی طرف اشارہ کر دیا۔

''نہیں بھئی وہاں تو ایک سو بیس روپے لکھے ہیں اور مجھے تو بیگم صاحبہ نے کہا کہ سو روپے سے زیادہ نہ دوں۔''

''چلیں ٹھیک ہے آپ سو روپے ہی دے دیجیے گا۔''

دکان دار سوکھے ہونٹوں کے ساتھ بہت دھیمے سے لہجے میں بولا۔ گویا بحث کی ہمت نہیں۔ اس نے ایک اسٹول کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مجھے بیٹھنے کے لیے کہا۔ بادل نخواستہ میں بیٹھ گیا ورنہ ارادہ نہیں تھا۔

سہ پہر چار بجے کا وقت تھا اور سامنے کی دھوپ پڑ رہی تھی۔ دکان کے آگے اگرچہ شیڈ لگا ہوا تھا مگر پھر بھی دھوپ کی تپش اندر تک آ رہی تھی۔

میں غیر ارادی طور پر اس نوجوان کاریگر کو پیکو کرتے ہوئے دیکھنے لگا۔ اس نے پہلے میچنگ کے دھاگے مشین پر سیٹ کیے پھر پیکو کرنا شروع کیا تو دھاگے بار بار ٹوٹنے لگے۔ وہ دھاگوں کی سیٹنگ درست کرتا اور پھر اپنے کام میں لگ جاتا۔ اس کی محنت کو دیکھ کر مجھے احساس ہوا ۱۲۰ روپے کچھ زیادہ تو نہیں ہیں اِس کام کے!

نوجوان کے چہرے سے روزے کے آثار صاف نظر آ رہے تھے۔ وہ بہت خاموشی سے اپنے کام میں مگن تھا۔ اس نے جیسا کہ دکاندار کرتے ہیں، کوئی فضول بات بھی نہیں کی نہ اِدھر اُدھر کے تبصرے کیے۔

اُس نے پیکو کرنے کے بعد دوپٹا خاموشی سے میری طرف بڑھا دیا۔ چہرے پر داڑھی سر پہ ٹوپی جمائے مجھے یہ نوجوان بہت اچھا لگا۔ شاید اتنی شدید گرمی میں روزے کی حالت میں دکان کھولنا پھر اپنا کام کرتے رہنا مجھے متاثر کر رہا تھا۔ میں نے جیب سے پورے ۱۲۰ روپے نکال کر اسے پکڑا دیے۔ دل تو چاہ رہا تھا اور زیادہ دوں لیکن شاید اسے اچھا نہ لگے، اس لیے چپ کر کے واپس آ گیا۔

راستے میں میرے دل سے بے اختیار اس نوجوان کے لیے دعائیں نکلتی رہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کا روزہ قبول کرے، اس کے کام میں آسانی اور برکت عطا فرمائے، رزق کی فراوانی نصیب فرمائے، دنیا و آخرت کی کامیابیاں عطا فرمائے، آمین!

پھر میں اپنے دوست رشید کی طرف چلا گیا۔ کچھ دیر گپ شپ کی۔ عصر کی نماز با جماعت ادا کی اور گھر کی راہ لی۔ راستے میں ایک عمارت زیرِ تعمیر تھی۔ بہت سارے مزدور کام کر رہے تھے۔ میں نے ایک مزدور سے سلام دعا کرنے کے بعد پوچھا:

''کیوں بھائی! روزہ ہے؟'' وہ ہنس کے کہنے لگا:

''ہاں بھائی روزہ ہے اپنا...... روزہ کیسے چھوڑ سکتا ہے؟ اِدھر سب مزدور کا روزہ ہے۔ ہم سب روزہ رکھتا ہے اور پانچوں وقت نماز بھی پڑھتا ہے۔''

دادی جان کی باتیں

چھوٹی عمر کے بچوں کے لیے خوب صورت اور بہترین تحفے

بچوں کی دینی واخلاقی تربیت کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے، اگر ہم بچپن ہی سے اس کی فکر اور کوشش کریں گے تو کل یہی بچے اچھے مسلمان اور قوم کے معمار بن کر ہماری دنیا و آخرت کی کامیابی کا بھی ذریعہ بنیں گے۔

الحمدللہ! اس مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے بچوں میں اللہ کی محبت واطاعت اور اچھی عادات پیدا کرنے کے لیے یہ کتابیں تیار کی گئی ہیں۔

آپ یہ کتابیں بچوں کو دیں، انھیں پڑھ کر سنائیں اور سمجھائیں، تاکہ ہم سب اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکیں۔

4 سے 6 سال کے بچوں کے لیے

صرف 320/-

تین کتابوں کا سیٹ

خود بھی مطالعہ کیجیے اور متعلقین کو تحفے میں دے کر کتاب دوست بنائیے۔

بیت العلم (الوقف)

رابطہ نمبر: 0309-2228089 ، 0321-8566511 برائے تجاویز: 0322-2583196

Visit us: www.mbi.com.pk maktababaitulilm

"یا میرے اللہ! اتنی گرمی میں کتنی مشقت کا کام کر رہے ہیں کھلے آسمان تلے، کڑی دھوپ میں!" ایک بار پھر میرے دل سے دعائیں نکلیں۔ اللہ ان مزدوروں کے روزے قبول فرما، انھیں بیش بہا اجر عطا فرما، ان کے کام میں آسانی فرما دے۔"

یونہی اپنے اور دوسروں کے لیے دعائیں کرتا ہوا گھر پہنچا اور بیگم کو آواز دی:

"لو بھئی دیکھ لو دوپٹا ٹھیک سے پیکو ہو گیا؟"

میں دوپٹا لیے باورچی خانے میں ہی چلا آیا، جہاں بیگم صاحبہ پسینے میں شرابور پکوڑے تلنے میں مصروف تھیں۔

ایک نظر میری طرف دیکھا کچھ بولنے لگی تھیں کہ پاپڑی زدہ ہونٹ ہل کر رہ گئے۔ دوپٹے سے رگڑ کر صاف کیے اور نقاہت زدہ لہجے میں مشکل سے بس اتنا کہا کہ کمرے میں رکھ دیجیے۔

میں نے سوچا کہ دوپہر تک دم تھا تو کیسے چہک رہی تھیں اور اب روزے کے ساتھ کاموں کی تھکن، باورچی خانے کی گرمی نے کیسا نڈھال کر دیا۔

مجھے بیگم پر بے ساختہ پیار آیا۔ ہمارے اپنے پانچ بچے، پھر بچوں کے دادا دادی بھی، سب کے لیے کھانے بنانا، گھر سنبھالنا وہ بھی روزے کی حالت میں، اس کمزور سی مخلوق کے لیے کتنا صبر آزما ہے۔

"اللہ تعالیٰ میری بیوی کو بہترین جزا دے۔" میرے دل سے دعا نکلی۔

روزہ کھلنے میں تقریباً آدھا گھنٹا باقی تھا۔ میں اپنے کمرے میں آ کر بیٹھ گیا۔ آج میرا دل عجیب ہی مراقبے میں مشغول تھا۔ نجانے قدرت کیا دکھانا چاہ رہی تھی، لیکن مجھے بندے اور رب کے اس تعلق پر بڑا ہی پیار آیا۔

میں تو ایک انسان ہوں اور روزے داروں کو اس بھوک پیاس اور نفس کشی کی تکلیف سہتے دیکھ کر دل میں کیا کیا سوچ رہا ہوں کہ بس اگر میرے اختیار میں ہو تو بھر بھر کے ان کے روزوں کا اجر دوں۔ دنیا و آخرت کی ساری مشقتیں ان پر سے ہٹا دوں، اور وہ جو کریم رب ہے، جس کے لیے یہ مشقتیں اٹھائی جا رہی ہی اور جو میرے مشاہدے سے لاکھوں کروڑوں گنا بڑھ کر اپنے بندوں کا حال جانتا ہے، وہ جو ان کی ہر تکلیف اور ہر آزمائش سے آشنا ہے، اس رب کریم کو اپنے روزے دار بندوں پر کتنا پیار آتا ہوگا؟ کیسے کیسے نہ اس کی رحمت کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا ہوگا؟ کیا کیا انعام اس نے اپنے روزے دار بندوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے رکھے ہوں گے، اور ایک انعام تو ہاتھ کے ہاتھ ہی دنیا میں دے دیتا ہے کہ چوبیس گھنٹے میں روزے دار کی ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے، خاص طور پر افطار کے وقت کی دعا۔

روزہ داروں سے کتنا پیار ہے اللہ تعالیٰ کو؟ تب ہی تو فرمایا کہ روزہ میرے لیے ہے، اس کی جزا میں خود ہوں یا روزے کی جزا میں خود دوں گا۔

مبارک ہو اس امت کے روزے داروں کو جن کے لیے انعام ہے۔ جن کے لیے جنتیں سجائی جاتی ہیں، فرشتے بھاگ دوڑ کرتے ہیں، بہشت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور قیامت کے دن خاص طور پر جنھیں "باب الریان" سے پکارا جائے گا اور وہ اس دروازے سے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اس دروازے سے صرف روزے دار ہی داخل ہو گے اور کوئی داخل نہ ہو سکے گا۔ مبارک ہو اور بہت مبارک ہو میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے روزے داروں کو اللہ کا انعام بہت بہت مبارک ہو، جنھوں نے اپنے نفس کو جائز اور ناجائز تمام خواہشات سے پاک رکھا۔ جب غلطی ہو گئی تو فوراً معافی مانگ لی اور پھر سے رب کی رضا جوئی میں لگ گئے۔ اے میرے محبوب نبی کی امت کے روزے دارو! تمھیں دنیا و آخرت کی عظیم کامیابیاں مبارک ہوں۔

☆☆☆

وہ شخص ہمت اور حوصلے کا پہاڑ تھا۔ اس کی زندگی کا مقصد پاکستان کے نوجوانوں کو مضبوط بنانا تھا۔ دینی مدرسے کا ایک طالب علم اتفاق سے اُس تک جا پہنچا، یوں شوق، لگن، جدوجہد اور عزم کے رنگین جذبوں سے سجی داستان زیبِ قرطاس ہوئی!
ایک ایسے شخص کا تذکرہ جو دولت پر فن کو ترجیح دیتا تھا......!

ہمّت کا پہاڑ ۵

راوی: سیہان انعام اللہ خان مرحوم
تحریر: رشید احمد منیب

میری والدہ کی حوصلہ افزائی اور میرے والد کی تربیت نے مجھے بہت بے خوف بنا دیا تھا۔ یہ لڑنا بھڑنا تو شروع ہی سے تھا، البتہ میں بچپن ہی سے فٹ بال کی طرف چلا گیا تھا۔ فٹ بال میں میرا اتنا شہرہ تھا کہ مجھے مختلف فٹ بال کلب اور ٹیمیں پیسے دے کر کھلایا کرتی تھیں۔ میں اسکول کے زمانے ہی سے فٹ بال کھیلتا تھا اور مانا ہوا کھلاڑی تھا۔ یہاں تک کہ میں فٹ بال کی نیشنل ٹیم کے لیے بھی منتخب ہو گیا تھا، لیکن میں اُس میں کھیلا نہیں۔ کیوں کہ فٹ بال سے میرا دل بھر گیا تھا۔ مجھ پر سب ساتھیوں نے سخت دباؤ ڈالا، لیکن میں نے کہا:

”اِس کا کوئی فائدہ نہیں، اس سے مجھے کیا ملے گا؟ میں ایسا کام کرنا چاہتا ہوں کہ میں خود ٹرافی لوں اور اپنے گھر لے کر جاؤں۔“

میں ۱۹۶۲ء میں مارشل آرٹ کی طرف آیا تھا۔ اُس وقت ہل پارک (کراچی کا ایک علاقہ) میں حیدر علی نام کے ایک ماسٹر تھے جو جوڈو سکھایا کرتے تھے۔ میں نے اُن سے جوڈو سیکھنا شروع کر دیا۔ میں نے پہلے انھیں بھی لڑنے کی دعوت دی تھی تا کہ استاد بناؤں تو کسی صحیح بندے کو بناؤں۔

میری دعوت کے جواب میں انھوں نے میری پھینٹی لگا دی۔

اشرف طائی صاحب بھی اِس زمانے میں اُنھی سے سیکھا کرتے تھے۔ اس کے بعد کراچی میں کراٹے کا بانڈو اسٹائل شروع ہوا۔ میں وہ بھی سیکھتا رہا۔ زمانہ گزرتا رہا۔ اُس وقت میری روزانہ کی مشق ۹ گھنٹے تک پہنچ گئی تھی۔ یہاں تک کہ ۱۹۷۶ء میں عالمی چیمپئن شپ آ گئی۔

یہ چیمپئن شپ کوالالمپور میں ہوئی تھی۔ پاکستان سے میری کپتانی میں چار کھلاڑیوں کا انتخاب ہوا۔ دیگر تین زاہد جمیل، عابد خان، اور زلفی تھے۔ جیسا کہ میں نے بتایا اُس زمانے میں، میں روزانہ سات سے آٹھ گھنٹے تک مشق کرتا تھا۔ ہمارے والد صاحب کا اناج کا اسٹور تھا۔ وہ نیوی سے ریٹائر ہو چکے تھے۔ روزانہ ایک ٹرک اناج کی بوریوں کا آتا تھا۔ میں مزدوروں کو منع کر دیتا اور خود پورا ٹرک خالی کرتا۔ اناج کی بوری کو اسٹور میں لاتا اور اسے جوڈو کے کسی داؤ کے ذریعے پٹختا۔ اِس طرح پورا ٹرک خود ہی خالی کرتا۔ اسٹور پر کام کرتے وقت جب بھی موقع ملتا، والد صاحب سے چھپ کر بوریوں پر مکے برساتا۔ اِس طرح میرے مکوں کی رفتار بہت تیز ہو گئی تھی، لیکن مجھے اپنی صلاحیت کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں تھا۔

خیر اسی دوران چیمپئن شپ کے لیے میرا انتخاب ہو گیا اور میں کوالالمپور پہنچ گیا۔ وہاں جانے کے لیے ٹکٹ بھی والد صاحب کی پنشن کے پیسوں سے خریدا۔ حکومت نے کوئی تعاون نہیں کیا تھا۔ والد صاحب نے بھی تنگ آ کر اجازت دی تھی۔ بھائی جان مجھے منع کر رہے تھے، لیکن والد صاحب نے کہا تھا کہ اسے جانے دو، وہاں جا کر پٹے گا تو خود ہی عقل ٹھکانے آ جائے گی اور ٹھیک ہو جائے گا۔

کوالالمپور جانے کے لیے ہم جہاز میں بیٹھے تو مجھے یہ سب کچھ بہت عجیب سا لگ رہا تھا۔ میں نے اِس سے قبل جہاز کو اندر سے دیکھا تک نہیں تھا۔ اب اچانک دوسرے ملک جا رہا تھا۔ خیر، جب ہم کوالالمپور پہنچے تو ہمیں بہترین وی آئی پی ہوٹل میں ٹھہرایا گیا۔

میں نے جہاز کی طرح اتنا بڑا ہوٹل بھی پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔ میں مولویوں کے خاندان کا آدمی تھا، مجھے اِن چیزوں کا کیا علم ہو سکتا تھا۔ میں ابھی سونے کے لیے لیٹا ہی تھا اور سوچ کر پریشان ہو رہا تھا کہ پتا نہیں کیا ہوگا؟ نیند بھی صحیح طریقے سے نہیں آ رہی تھی، رات کے تقریباً دو بجے ہوں گے کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ میرے ساتھی سو رہے تھے۔ میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو وہاں ایک دیو قامت آدمی تھا۔ اُس کے ساتھ اسی کے جیسا ڈیل ڈول رکھنے والی ایک عورت بھی تھی۔ اُس نے انگریزی میں پوچھا: ”آئی خان کون ہے؟“

میں نے جواب دیا: ”میرا نام ہے، کیوں؟“

میری بات سن کر اُس کے چہرے پر حقارت بھری مسکراہٹ پھیل گئی۔ اُس نے مصافحے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ بلا مبالغہ میرے دونوں ہاتھ اُس کی ہتھیلی میں سما سکتے تھے۔ میں اُس کے سامنے بچہ نظر آ رہا تھا۔

وہ میرے ہاتھ کو زور سے ہلاتے ہوئے کہنے لگا:

”اسپتال میں اپنا بستر ابھی سے بک کروا لو بچے! کیونکہ کل تمھارا پہلا مقابلہ مجھ سے ہے اور میرا پہلا تم سے، بائے بائے۔“

وہ تو چلا گیا لیکن میری حالت پتلی ہو گئی۔ میں نے دل میں کہا:

”انعام اللہ! تیرا کیا بنے گا؟ یہاں تو ماں بھی ساتھ نہیں۔“

رات بھر اسی فکر میں کروٹیں بدلتا رہا۔ نیند بالکل غائب ہو گئی تھی۔ ساتھیوں کو کچھ نہیں بتایا کہ کہیں وہ بھی ہمت نہ چھوڑ دیں۔

بہر حال اس وقت ”رب انی مغلوب فانتصر“ پڑھتا رہا۔

اگلے دن ہم اسٹیڈیم پہنچے تو وہ تماشائیوں سے بھرا ہوا تھا۔ میں نے زندگی میں اتنے لوگ کبھی نہیں دیکھے تھے۔ ہر طرف ایک شور اور ہنگامہ تھا۔ ہمیں دوسرے فائٹروں کے ساتھ بٹھا دیا گیا۔ میں اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا، جیسے کوئی دیہاتی پہلی مرتبہ شہر میں آ نکلا ہو۔ اتنے میں میری نظر اپنے حریف پر پڑی، وہ کم بخت کسی کھمبے کی طرح سب لوگوں سے اونچا دکھائی دے رہا تھا۔ اب تو میری حالت اور خراب ہونے لگی۔ پھر میرا نام پکارا گیا۔ پکارنے والے نے ”آئی خان“ یا ”اللہ خان“ نام لیا اور بتایا کہ میرا تعلق پاکستان سے ہے۔

یہ سن کر اسٹیڈیم میں موجود سارے مسلمان اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے اور زور زور سے ”اللہ اللہ“ کے نعرے لگانے لگے۔

میں رِنگ میں پہنچا تو میری ٹانگیں واضح طور پر کپکپا رہی تھیں۔

اُدھر وہ دیو بھی سامنے آ کھڑا ہوا تھا اور مجمع کے نعرے بھی سنائی دے رہے تھے۔
میں نے سوچا: ''انعام اللہ خان! تُو نے پٹنا تو ہے ہی، کم از کم اسے ایک تو لگا ہی دے، اُس کے بعد تیرا جو بنے گا، دیکھا جائے گا۔''
چناں چہ جیسے ہی مقابلہ شروع ہونے کی گھنٹی بجی۔ میں اپنی کانپتی ٹانگوں سے تیزی سے آگے بڑھ کر اُس کے قریب جا پہنچا۔
وہ شاید سمجھ نہ سکا کہ میں کیا کرنے جا رہا ہوں؟
میں نے اچھل کر پوری طاقت سے ایک زوردار کک اُس کی ران پر لگی۔ ٹک کی زوردار آواز آئی اور وہ ایک طرف کو ایسے گرتا چلا گیا جیسے کوئی اونچا درخت گر رہا ہو۔
اسے گرتے دیکھ کر اُس کی ساتھی لڑکی نے جو قریب ہی موجود تھی، اپنا لمبے ناخنوں والا ہاتھ میرے چہرے پر مارا جس سے میری پیشانی اور رخسار زخمی ہو گئے۔ مجھے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اچانک یہ سب کچھ ہوا کیا ہے؟
میرے ساتھی بھاگتے ہوئے آئے اور انھوں نے فوراً مجھے پیچھے گھسیٹ لیا اور ''پاکستان زندہ باد'' کے نعرے لگنے لگے۔
میں نے اُن سے پوچھا کہ کیا ہوا ہے؟ کہنے لگے، تمھیں پتا ہی نہیں چلا کہ تم نے اُس دیو کی ٹانگ توڑ دی ہے اور اب اسے لوگ اسٹریچر پر لاد کر لے جا رہے ہیں۔
بس پھر کیا تھا، اس واقعے کے بعد تو میری ہمت کھل گئی اور میں نے دیگر مقابلوں میں مسلسل چار فائٹیں ناک آوٹ بنیاد پر جیت لیں۔ میں جسے ایک مکا مار دیتا وہ بے ہوش ہو جاتا۔ اِس طرح میں آخر تک لڑتا رہا۔ آخری مقابلے سے پہلے میں زخمی ہو گیا تھا۔ اِس لیے آخری فائٹ میں نہ جیت سکا، لیکن میں نے عالمی مقابلے میں دوسری پوزیشن جیت لی تھی۔ ملک میں تو شور مچ گیا۔ اخبارات نے خبریں لگائیں۔
اگلے دن میں نے گھر فون کیا تو ابو نے کہا:
''ہم نے تمھارے لیے کلب کی جگہ بنا دی ہے، جب گھر واپس آؤ گے تو اپنا کلب شروع کر دینا۔''
کوالالمپور آنے سے پہلے میں کراچی ہی میں ماسٹر پیٹر چانگ سے تربیت لے چکا تھا۔ وہ ہانگ کانگ میں رہتے تھے اور کیوکشن کراٹے کے مقامی چیف تھے۔ انھیں کیوکشن کراٹے کے بانی سوسائی ماسو ایاما نے پاکستان بھیجا تھا کہ وہاں کوئی ڈھنگ کا بندہ ملے تو پاکستان میں بھی کیوکشن شروع کیا جائے۔
میری اُن سے اتفاقیہ ملاقات کراچی ہوائی اڈے پر ہوئی تھی۔ میں نے دیکھا کہ بندہ فائٹر لگ رہا ہے تو میں نے انھیں مقابلے کی دعوت دے دی۔ پہلے تو وہ حیران ہوئے کہ یہ کون پاگل ہے، لیکن جب میں نے مقابلے پر اصرار کیا تو وہ بھی تیار ہو گئے اور مقابلہ شروع ہو گیا، لیکن میں اُن کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکا، الٹا انھوں نے ایئرپورٹ پر ہی میری پٹائی کر دی۔ میں نے سوچا کہ اِس بندے سے سیکھنا چاہیے کہ اُس کے پاس کیسا ہنر ہے؟ تو میں انھیں زبردستی گھر لے آیا۔ انھوں نے دس دن مجھے کیوکشن کی تربیت دی اور کہا کہ چلو پاکستان سے بھی کوئی ہمارے مطلب کا بندہ ملا، ورنہ میں تو مایوس ہو کر واپس جا رہا تھا، پھر کہنے لگے کہ اب تمھیں مزید سیکھنا ہو تو ہانگ کانگ آ جانا، یہ کہہ کر وہ چلے گئے۔

(جاری ہے)

مسکراہٹ کے پھول

سائرہ صفدر خان۔ پیپلاں

☆......ایک دھوکے باز شخص نے یہ مشہور کر دیا کہ جو شخص اسے ایک ہزار روپے دے گا وہ اسے جنت کا ٹکٹ دے گا۔ جواب میں جاہل لوگوں نے اس کے پاس بے تحاشا پیسے بھیجے۔ ایک دن وہ اپنے کمرے میں دولت کا حساب کر رہا تھا کہ کھڑکی سے ایک شخص داخل ہوا اور ریوالور نکال کر بولا: ''خبردار ساری دولت میرے حوالے کر دو ورنہ...... اگر تم نے مجھے لوٹا تو سیدھا جہنم میں جاؤ گے۔'' دھوکے باز نے کہا۔ ''ناممکن!'' وہ شخص مسکرا کر بولا۔ ''میں نے پہلے ہی تم سے جنت کا ٹکٹ خرید رکھا ہے۔''

☆......گاؤں سے ماں اپنے بیٹے سے ملنے شہر گئی۔ باتوں باتوں میں بولی: ''کوئی خاص بات ہو تو فون کر لیا کرو بیٹا۔''
''امی!'' بیٹے نے حیرت سے کہا۔ ''آپ کے ہاں تو فون نہیں ہے۔''
''میرے ہاں نہیں ہے تو کیا ہوا؟'' ماں نے جواب دیا۔ ''تمھارے پاس تو ہے۔''

☆......ایک صاحب چھلکے سمیت کیلا کھانے لگے۔ کسی نے انھیں ٹوکا ''اسے چھیل تو لیں۔''
وہ بولے: ''چھیلنے کی کیا ضرورت ہے، مجھے معلوم ہے اس کے اندر کیا ہے؟''

☆......کرائے دار نے مالک مکان سے کہا: ''خدا کے لیے اس سال تو کھڑکیوں میں پٹ لگوا دیجیے۔ میں کمرے میں بیٹھتا ہوں تو تیز ہوا سے بال بکھر جاتے ہیں۔
مالک مکان نے کرائے دار کے دیئے کرائے میں سے دس روپے نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا۔ ''میرا اتنا خرچہ کرانے سے کیا یہ بہتر نہیں کہ آپ کسی حجام سے اپنے بال کٹوا لیں۔

☆......ایک ریستوران میں کوئی صاحب کھانا کھا رہے تھے پلیٹ میں سے مرا ہوا چوہا نکلا۔ وہ چیخ کر بیرے کو بلانے لگے: ''دیکھو یہ کیا ہے؟''
بیرا: (جھک کر) ''سر! آہستہ بولیں ورنہ دوسرا گاہک بھی مانگنے گا، کیوں کہ ہمارے پاس ایک ہی تھا۔''

☆......بیوی (شوہر سے) ''یوم آزادی کب آ رہا ہے؟''
شوہر: ''جس دن تم میکے جاؤ گی۔''

☆......فقیر (خاتون سے) ''اللہ کے نام پر کچھ دے دو۔''
خاتون: ''ابھی کھانا نہیں بنا ہے۔''
فقیر: ''اچھا باجی! میرا موبائل نمبر لکھ لو، کھانا بن جائے تو مس کال دے دینا۔''

☆......موٹروے پولیس نے کار ڈرائیور کو روک کر کہا کہ آپ نے سیٹ بیلٹ باندھی ہوئی ہے، اس لیے آپ کو دو ہزار روپے انعام دیا جاتا ہے۔ آپ اس انعام کا کیا کریں گے؟
آدمی: ''میں اس انعام سے اپنا ڈرائیونگ لائسنس بنواؤں گا۔''
اسی وقت برابر سیٹ پر سویا اس کا باپ نیند سے جاگ گیا اور پولیس کو دیکھ کر بولا ''مجھے پتا تھا کہ چوری کی گاڑی میں ہم زیادہ دور نہیں جا سکتے۔''
اتنے میں ڈگی سے آواز آئی: ''بھائی جان! کیا ہم نے بارڈر پار کر لیا ہے؟''

☆☆☆

میر حجاز

اختر حسین عزمی

سورج آہستہ آہستہ مغربی افق کی اوٹ میں جا کر چھپ گیا۔ یہاں تک کہ آنے والی تاریخ ساز رات نے اپنے پر کائنات پر پھیلا دیے۔ اندھیرا گہرا ہوتے ہی ابلیسی منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے عزم سے سرشار قریشی خاندانوں کے منتخب نوجوان اس سادہ سے مکان کی جانب بڑھنے لگے جہاں انسانیت کا ہمدرد و خیر خواہ پُر آزمائش زندگی بسر کر رہا تھا۔ انھوں نے اس مرکزِ رُشد و ہدایت کو اپنی خونخوار نظروں کے حصار میں لے لیا۔ زیادہ تر لوگ آپ کے دروازے کی گزرگاہ پر کھڑے ہوگئے۔

کیا کوئی زن، زر، زمین کا جھگڑا تھا جس کے انتقام کے لیے تلواریں بے نیام ہوئی تھیں؟ نہیں یہ خون آشام تلواریں تو اس لمحے کے انتظار میں بے نیام تھیں جب اللہ کی طرف دعوت دینے والا داعی اپنے گھر سے باہر قدم رکھے اور وہ بجلی کی سرعت سے یکبارگی اس پر ٹوٹ پڑیں۔

ابوجہل، امیہ بن خلف، عقبہ بن ابی مُعَیط، نضر بن حارث، حکم بن عاص، زمعہ بن اسود اور ابوالہیثم جیسے مکہ کے بہادر سپوت، دولت منداور بارسوخ خاندانوں کے چشم و چراغ حق کے چراغ کو بجھانے نکلے تھے جبکہ قدرت یہ اعلان کر رہی تھی:

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـــُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔ (الصّف ٦١:٨)

”یہ نادان چاہتے ہیں کہ اپنی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں لیکن اللہ اپنے نور ہدایت کی تکمیل کر کے رہے گا۔ خواہ منکرین حق کو کتنا ہی ناگوار ہو۔“

دشمنوں کا چاک و چوبند دستہ دروازے پر کھڑا تھا کہ دروازہ کھلا، اور جنھیں یہ لوگ مارنے آئے تھے، وہ یہ پڑھتے ہوئے باہر آئے:

وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ۔ (یٰسین ٣٦:٩)

”اور ہم نے ان کے سامنے بھی اور پیچھے بھی ایک دیوار بنا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردے ڈال دیئے ہیں، پس وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے۔“

ایک پھونک نے جس نے اس لمحے، جب انھوں نے یکبارگی حملہ کرنا تھا، ان کی بینائی معطل کر دی، اونگھ طاری کر دی اور وہ جو مطلوب تھا، اور ان کے سروں پر خاک ڈالتے ہوئے مامون و محفوظ گزر گیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پر ہلکی سی دستک ہوئی۔ وہ چشم براہ تھے۔ دروازہ کھولا اور پیغمبرِ اسلام کو اندر لے گئے اور چند ہی لمحوں بعد ابوبکرؓ اللہ کے رسول کو لے کر عقبی دروازے سے پچھلی گلی میں اتر گئے۔

☆......☆

”آپ لوگ یہاں کس لیے کھڑے ہیں؟“ سڑک کی طرف سے آنے والے ایک شخص نے پہرے پر کھڑے جوانوں سے پوچھا۔

”محمدؐ کے باہر نکلنے کا انتظار کر رہے ہیں“۔

”تمھارا خانہ خراب ہو، وہ تو کب کے تمھارے درمیان سے گزر کر جا چکے ہیں اور وہ تم سب کے سروں پر خاک ڈال کر گئے۔“

”بخدا ہم نے تو انھیں نہیں دیکھا“۔ یہ کہتے ہوئے انھوں نے اپنے سروں پر ہاتھ پھیرے تو وہ خاک آلودہ ہوگئے، پھر ان میں سے چند ایک نے دیوار کے اوپر سے اندر جھانک کر دیکھا تو سبز حضرمی چادر اوڑھے سونے والا بستر پر موجود تھا۔

”خدا کی قسم! محمدؐ تو وہیں سوئے پڑے ہیں۔“

”یہاں کوئی چڑیا بھی پر مارے گی تو ہمیں خبر ہوجائے گی۔“ ایک نے بڑ ہانکی۔

”یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ ہمارے نرغے سے نکل جائیں اور ہمیں کانوں کان خبر نہ ہو۔“ ایک اور بڑبڑایا۔

”اس شخص کو یا تو مغالطہ ہوا ہے یا یہ اس کی کوئی چال ہے کہ ہم یہاں سے ہٹ جائیں اور موقع پا کر محمدؐ یہاں سے نکل جائیں۔“

ایک اور جوان نے رائے دی۔ وہ یکسو ہوگئے کہ وہ محمدؐ کے باہر نکلنے تک اسی طرح چاک و چوبند کھڑے رہیں گے۔ (سیرۃ ابن ہشام)

☆......☆

اندھیری غار میں:

مکے کی گلیوں میں خامشی طاری تھی۔ لوگ اپنے اپنے گھروں میں چین کی نیند سو رہے تھے۔ تاریک اور سنسان گلیوں سے گزرتے ہوئے ابوبکر صدیق کبھی حضور کے آگے آجاتے تو کبھی پیچھے۔ کبھی دائیں تو کبھی بائیں۔

یہ دیکھ کر رفیق سفر نے پوچھا: ”ابوبکر! یہ کیا؟“

”یارسولؐ اللہ! جب خیال آتا ہے کہ کہیں دشمن تعاقب میں آرہے ہوں تو پیچھے آجاتا ہوں، پھر خیال آتا ہے کہ آگے کسی کمین گاہ میں چھپے ہوئے اچانک نہ نکل آئیں تو بھاگ کر آگے ہوجاتا ہوں کہ ناگہانی آفت کو اپنے جسم پر روک لوں۔“

اب وہ شہر سے باہر مکے کے جنوب میں نکل آئے تھے جب وہ ایک ٹیلے پر پہنچے تو اس بلندی پر چڑھ کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پلٹ کر حرم مکہ کی طرف دیکھا۔ تاریکی میں ڈوبے بلدُ الامین پر نگاہ ڈالی۔ بیت اللہ کا حرم، ابراہیم و اسماعیل کی دعاؤں اور تمناؤں کا مرکز، محمد بن عبداللہ کے بچپن، لڑکپن کا گہوارہ، محمدؐ کی پاکیزہ جوانی کے گواہ در و دیوار، آج سب چھوٹ رہے تھے۔ انوار و تجلیات الٰہی کے مرکز سے جدائی، سرزمین حرم سے نامعلوم عرصے کے لیے دُوری کے خیال سے آنکھیں ڈبڈبا آئیں، جذبات اُمڈ آئے اور پھر درد و سوز میں ڈوبی آواز میں مکے کو الوداع کہا:

”اے سرزمین مکہ! بخدا تو مجھے اللہ کی ساری زمین سے زیادہ محبوب ہے اور اللہ کو بھی تو تمام روئے زمین سے پیاری ہے۔ اگر تیرے مکینوں نے مجھے یہاں سے نہ نکالا ہوتا تو میں کبھی تجھ سے نہ نکلتا۔“ (مسند احمد)

زبان رسالت سے نکلے ان دو جملوں نے مکے کی فضا کی سوگواری میں مزید اضافہ کر دیا تھا۔ کعبے کے در و بام پر افسردگی کے سائے مزید گہرے ہوتے دکھائی دے رہے تھے۔ آج حرم سے اس کا بھرم چھن رہا تھا۔ اب دونوں مسافر اُس شاہراہ پر آگئے تھے جو جانبِ جنوب یمن کو جاتی تھی۔

(جاری ہے)

ضروری اعلان

رسائل گھر بیٹھے حاصل کیجیے!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

اطلاعاً عرض ہے کہ بڑھتی ہوئی مہنگائی کی وجہ سے روزنامہ اسلام کے صرف اسلام آباد اور لاہور ایڈیشن کو پہلی جنوری سے بند کردیا گیا ہے، لیکن الحمدللہ مرکزی دفتر کراچی اور ملتان سے بدستور اخبار چھپ رہا ہے، نیز دونوں ہفت روزے بچوں کا اسلام اور خواتین کا اسلام بھی اسی آب وتاب سے اتوار اور بدھ کو شائع ہورہے ہیں!

قارئین جو یہ سطور پڑھ رہے ہیں، ان سے ہماری درخواست ہے کہ وہ اپنے رشتے داروں، دوستوں اور دائرہ بچوں/خواتین کا اسلام کے اُن قارئین کو جنھیں آپ کسی طرح بھی جانتے ہیں اور انھیں رسائل نہیں مل پارہے، ہاکر انھیں منع کررہے ہیں تو براہِ کرم ہماری نمائندگی کرتے ہوئے اُن تک یہ بات پہنچایئے کہ بالکل پریشان نہ ہوں، دونوں رسائل باقاعدگی سے شائع ہورہے ہیں اور ہر شہر کی ایجنسی کے پاس حسب سابق پہنچ بھی رہے ہیں۔

پھر بھی اگر کسی وجہ سے آپ کی رسائی آپ کے محبوب رسائل تک نہیں ہورہی تو ایک بہت آسان اور سہولت والا طریقہ یہ ہے کہ کراچی دفتر رابطہ کرکے اپنے گھر کے پتے پر دونوں یا کوئی بھی ایک رسالہ سال بھر کے لیے لگوالیجیے۔

یہ طریقہ بہت آسان بھی ہے اور نسبتاً سستا بھی۔ بازار ہاکر کے پاس جاکر رسالہ خرید لانے میں پھر بھی کچھ وقت اور کرایہ وغیرہ لگتا ہے، جبکہ سالانہ ممبر شپ لینے سے آپ کے رسائل کراچی دفتر سے براہِ راست آپ کے پڑھنے کی میز پر اسی دن بلکہ ایک آدھ دن پہلے ہی پہنچ جاتے ہیں اور وہ بھی کسی قسم کا اضافی خرچ کیے بغیر۔ جی ہاں! دونوں رسائل کی ہوم ڈیلیوری بالکل مفت رکھی جارہی ہے۔ آپ کی طرف سے ڈاک خرچ ادارہ ادا کرے گا۔ آپ صرف شمارے کی قیمت جو چالیس روپے ہے اور سرورق پر لکھی ہوئی ہے، وہ ادا کیجیے اور پورے سال کے باون ہفتے اپنے گھر کی چوکھٹ پر اپنے لاڈلے رسائل کو حاصل کیجیے۔

چالیس روپے فی شمارے کے حساب سے سال کے باون ہفتوں کے کل اکیس سو روپے ہوتے ہیں، آپ سو روپے مزید کم کرتے ہوئے صرف مبلغ دو ہزار روپے فی شمارہ (یا دونوں رسائل کے چار ہزار روپے) ادا کیجیے اور پورے سال گھر بیٹھے رسائل حاصل کیجیے۔

طریقہ کار بہت آسان ہے:

رابطہ نمبر (03213557807) پر ایزی پیسہ کا اکاؤنٹ موجود ہے۔ اسی طرح آپ یہ رقم ہمارے بینک اکاؤنٹ میں بھی جمع کراسکتے ہیں (بینک اکاؤنٹ کی تفصیل ذیل میں دی جارہی ہے)۔ دونوں میگزین کے چار ہزار روپے یا کسی بھی ایک میگزین کے دو ہزار روپے اپنی سہولت کے مطابق ایزی پیسہ کروایئے یا بینک اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کردیجیے، بعدازاں پیسے بھیجنے کی کمپنی رسید اور اپنا مکمل پتا اسی نمبر پر واٹس ایپ کرکے حکم کیجیے کہ آپ کے نام رسائل جاری کردیے جائیں۔ فون پر رابطہ کرنا چاہیں تو اسی نمبر پر علاوہ اتوار، دفتری اوقات صبح نو سے شام چار بجے تک کال بھی کرسکتے ہیں۔

اس ترتیب کے علاوہ اگر آپ ہر ہفتے ہی رسائل خریدنا چاہتے ہیں تو اپنے اپنے شہر کے ہاکر کو بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ آپ کو اخبار مارکیٹ کی ایجنسی سے شمارہ حسب سابق لا کردے۔ اگر ہاکر منع کردے تو شہروں کے ایجنسیوں کے نمبر بھی ذیل میں دیے جارہے ہیں، فون کرکے ان سے منگوالیجیے۔

لاہور:	شفیق صاحب	(03324776628)
اسلام آباد:	عدنان صاحب	(03005151136)
ملتان:	ملک ایوب صاحب	(03007353405)
کراچی:	اسلم صاحب	(03002125353)

دعا ہے کہ ہمارا آپ کا ساتھ تادیر رہے اور بخیر وعافیت رہے، آمین!

مدیر
روزنامہ اسلام

Account Title: Daily Islam
Bank Account No: 0758-1006122719
Bank Alfalah Nazimabad No 6 Karachi.

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

☆ 'القرآن الحدیث' کے بعد دستک 'دین یا رسم' پڑھ کر حیرت ہوئی کہ کراچی جیسے بڑے شہروں میں بھی ایسی جاہلیت ہے۔ عمارہ حسین نیا اور اچھا اضافہ ہیں۔ نوجوانوں کے لیے ان کی تحریر بہترین تھی۔ شمارہ ۱۱۰۰ میں ''گیارہ سو ہفتے'' پڑھی۔ اتنے لوگوں کی وفات کی خبروں نے دل افسردہ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ حافظ صاحب کی 'تعویز محبت' جیسی تحریریں ایمان تازہ کر دیتی ہے ماشاء اللہ۔ 'کیا آپ بھول جاتے ہیں؟' احمد سدیس کی تحریر نے بہت فائدہ دیا۔ آمنے سامنے کے بغیر بچوں کا اسلام ایسے لگتا ہے جیسے نمک کے بغیر بریانی۔ (ام محمد حنظلہ۔ بھکر)

ج: چلیں آج بریانی میں نمک ہم نے تیز کر دیا۔ کھا کر بتائیں۔

☆ مجھے ڈائجسٹ پڑھنے کا چسکا پڑ گیا تھا، اس لیے بڑوں سے ڈانٹ بھی پڑتی تھی۔ پھر ایک دوست کے توسط سے بچوں کا اسلام سے متعارف ہوا اور بس اسی کا ہو کر رہ گیا۔ پچھلے دنوں ایک سفرنامہ 'ان کے کوچے میں' فضیل فاروق صاحب کا بہت اچھا رہا۔ ویسے کہانیاں بھی بہت اچھی ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس رسالے کو قائم دائم رکھے۔ (سعید الرحمن سرمد۔ راجہ بازار، راولپنڈی)

ج: آمین ثم آمین۔ بڑوں کی ڈانٹ بہت قیمتی ہوتی ہے۔ نصیب والوں کو پڑتی ہے!

☆ آپ اپنی دستک میں محبت بھرے شکوے کے پھول برسا رہے تھے جونہی آپ نے ہمارا نام لے کر بات کا آغاز کیا کہ شریر بچوں کی طرح بے پناہ محبت نے مجھے بہت مسرور کیا۔ آپ کے یہ الفاظ پڑھ کر ہمارے دل پر ٹھنڈ پڑ گئی۔ واللہ مجھے بھی آپ سے محبت ہی تو ہے جو دل کی بات آپ سے ظاہر کیا کرتا ہوں۔ آمنے سامنے کی محفل میں آپ نے ہمارا اور ہماری بیٹی منیبہ جاوید کا خط شائع کیا۔ میں آپ کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ (حاجی جاوید ساقی۔ احمد آباد اٹھارہ ہزاری)

ج: اللہ تعالیٰ اس محبت کو اخروی نجات کا باعث بنائے، آمین!

☆ شمارہ ۱۱۰۳ میں آپ کی دستک کی جگہ سورۂ بقرہ کی روزانہ تلاوت کے فائدے سعید احمد بہت اچھے انداز میں بتا رہے تھے۔ ان کی تحریر مجھے بہت پسند آئی۔ دل میں پکا ارادہ کیا کہ میں بھی اسے اپنا روزانہ کا معمول بناؤں گی۔ 'ان کے کوچے میں' بہت زبردست سفرنامہ ہے۔ ہمیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہم بھی چاچو جی کے ساتھ سفر کر رہے ہیں۔ آمنے سامنے میں جونہی ''جھنگ والے اتنے بھی سنگ دل نہیں کہ آئے ہوئے مہمانوں کی خدمت نہ کر سکیں۔'' ان الفاظ پر نظر پڑی تو حیرت کا ایک جھٹکا لگا۔ مجھے یہ امید نہیں تھی کہ آپ یہ خط شائع کریں گے۔ خط کا جواب آپ نے اچھا دیا۔ میں بھی اپنے ابو جی کو سمجھاؤں گی کہ آپ سے ناراض نہ ہوا کریں۔ ویسے بھی یہ تصوراتی سفر تھا۔

(منیبہ جاوید۔ اٹھارہ ہزاری، جھنگ صدر)

ج: ان شاء اللہ تعالیٰ کبھی حقیقی سفر بھی ہو گا جھنگ کا۔

☆ شمارہ ۱۱۰۰ میں 'تنکوں نے باغیچے کا کیکر' تحریر اچھی لگی۔ 'وہ تو پیار کرتے ہیں' پڑھ کے آنکھیں دھندلا سی گئیں اور دل بے اختیار کہہ اٹھا کہ '' کاش! میں ان کے پیار کے قابل ہو جاؤں۔'' شمارہ ۱۱۰۲ میری زندگی اور میرے گھر میں ایک ناقابلِ بیان خوشی لے کر آیا، سب سے پہلے تو 'اللہ جی' کے بے حد شکر گزار ہوئے اور اس کے بعد آپ کے کیونکہ آپ کی ہی وجہ سے میں 'آمنے سامنے' کی پانچویں نشست پر براجمان ہو سکی ورنہ میں اس قابل کہاں! اور اس وجہ سے ہمیں پورا شمارہ ہی اچھا لگا۔ شمارہ ۱۱۰۳ 'میں بڑا ہو کر کیا بنوں گا؟' نے بہت ہی زیادہ ہنسایا۔ آمنے سامنے کی محفل میں آپ کے جواب بہت ہی مزے کے ہوتے ہیں۔ میں آپ کی کتاب 'کہانی ایک سفر کی' منگوانا چاہتی ہوں آپ کے آٹوگراف کے ساتھ! (بنت خالد رشید۔ گمٹالہ، شکر گڑھ)

ج: آپ اس نمبر (03424198208) پر اپنا مکمل پتا واٹس ایپ کر دیجیے۔ ہم بھیج دیں گے۔ جب کتاب آپ کو مل جائے تو اسی نمبر پر 850 روپے ایزی پیسہ یا موبی کیش کروا دیجیے گا۔ شکریہ!

☆ شمارہ ۱۱۱۲ کی 'دستک' ترغیب و ترہیب دونوں پر مشتمل تھی۔ اگلا صفحہ تین عدد پر کشش، موثر، مفید اور مختصر تحریروں سے مزین تھا۔ ختم نبوت کے حوالے سے چنے گئے تر و تازہ پھولوں کا گلدستہ بہت خوب صورت لگا۔ 'مٹھائی اور ہم' کھلکھلاتی اور آخر میں غلطی کے احساس اور اعتراف پر مشتمل تھی۔ 'مداوا' کہانی نے اصل حقیقت کو اجاگر کیا۔ 'لیموں کے فوائد' اور جہازوں کا ایندھن دونوں معلوماتی اور مفید مضمون تھے۔ پس پشت معنون 'مسکراہٹ کے پھول' رنگ برنگی خوشبو بکھیر رہے تھے۔ ہم نے بھی اس خط کے ساتھ اسی طرح کے چند معنون 'مسکراہٹ کے پھول' بھیجے ہیں۔ شائع کر دیں تو مہربانی ہو گی۔ 'آمنے سامنے' میں اپنے خط سے زیادہ خط کے جواب سے دلی تسکین ملی۔ کیا خوبصورت جواب تھا۔ (مولانا محمد اشرف۔ حاصل پور)

ج: ہر بار جب ہمارے ''جواب'' کی تعریف ہوتی ہے تو ہم شرم سے سرخ ہو جاتے ہیں مگر پھر ایک سوال مجسم ہو کر ہمارے سامنے آ کھڑا ہوتا ہے کہ کیا قبر میں جب ہم منکر نکیر کے ''آمنے سامنے'' ہوں گے تو کیا وہاں بھی ہمارے تینوں جوابات اتنے اچھے ہوں گے کہ منکر نکیر اَش اَش کر اٹھیں!؟ سو آپ بھی دعا کر دیجیے کہ اللہ تعالیٰ وہاں سارے جوابات ہمیں یاد کروا دے اور جب کبھی ہماری خبر آ جائے تو تب بھی دعا اور ایصال ثواب میں یاد رکھیے گا۔

☆ شمارہ ۱۱۰۸ میں مدیر چاچو کی دستک، جواہرات سے قیمتی، مسکراہٹ کے پھول سب اچھے تھے۔ 'منبر ایوبی' پڑھ کر دل سے دعا نکلی کہ اے رب! بیت المقدس کو اسرائیلیوں کے چنگل سے نجات دے اور فلسطینیوں کی مدد و نصرت فرما۔ 'ننھے معاذ کی ڈائری' اللہ جلد ہی بے قصوروں کو رہائی نصیب کرے۔ جاوید بسام نے بھی اپنی کہانی میں اچھا درس دیا۔ 'میر حجاز' بہت اچھا جا رہا ہے۔ 'اس دن کیا ہوا تھا؟' اللہ ہمیں ایسی غلطیوں اور دوسروں کو تکلیف دینے سے بچائے۔ مدیر چاچو آپ سے ایک سوال ہے وہ یہ ہے کہ آپ کئی خطوط کو بسا اوقات ایک خط بنا کر بھی شائع کرتے ہیں کیا؟ میرے ساتھ تو ایسا ہی ہوا ہے۔ ویسے آپ نے کیا تو ٹھیک ہے۔ (خدیجۃ الکبریٰ۔ رسول پور)

ج: ویسے ہم عام طور پر ٹھیک ہی کرتے ہیں! ہاں کبھی کبھی غلطی ہونا تو بشریت کا خاصا ہے۔

☆ سرورق دیکھ کر دل چاہا کہ ہم ابھی بھاگ کر مدینہ منورہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک پر چلے جائیں۔ خیر ان شاء اللہ تعالیٰ ایک دن ہماری یہ خواہش بھی پوری ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اپنے در پر بلا لے، آمین۔ سب سے پہلے چیونٹی کا نظم وضبط پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ نماز میں نظم وضبط پڑھ کر بھی خوشی ہوئی۔ ''روشن'' پڑھ کر بہت اچھا لگا اور فوراً باہر جا کر تاروں کو دیکھنے لگے۔ تارے بہت پیارے چمک رہے تھے۔ 'ان کے کوچے میں' اور 'تین سو ساٹھ بچیاں' پڑھ کر آنکھیں نم ہو گئیں۔ سارہ الیاس کی 'پہلی روٹی' کہانی بھی بہت خوب تھی۔ آمنے سامنے پہنچ کر اپنا خط دیکھنے لگی جو کہ نہیں تھا، لیکن امید ہے کہ جلد ہی شائع ہو گا۔ مدیر چاچو! پلیز شائع ضرور کرنا اور جواب بھی ضرور دیجیے گا۔ (سمیہ حبیب اللہ۔ بھکر)

ج: اللہ تعالیٰ آپ کی یہ پیاری خواہش جلد پوری فرمائے، بس بھاگ کر مت جائیے گا، جہاز میں اڑ کر جائیے گا۔

☆ 'سورہ فاتحہ' کے بارے میں پہلی بار یہ معلومات ملیں۔ میر حجاز' معاذ اور رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ایمان کو بیان کر رہا تھا۔ 'مداوا' بہت اچھی کہانی تھی انوکھی طرز کی۔ 'مسکراہٹ کے پھول' سے چمن خوب آباد رہا۔ 'مٹھائی اور ہم' بچپن کی بعض باتیں سمجھ میں آنے کے بعد کافی ندامت کا باعث ہوتی ہے۔ آمنے سامنے کے محفل کا تو کیا ہی کہنا کہ اس میں ہمارا خط شامل اشاعت تھا۔ ویسے مولانا محمد اشرف کی طرح ہم بھی سمجھتے ہیں کہ ہمارے صرف خط ہی شائع ہوتے ہیں تحریریں نہیں۔ کاش ہم بھی غلط ہوں۔ (ع۔ ر۔ ام رمیصاء۔ پشاور)

ج: تو چلیے پھر آپ بھی اپنی بچپن کی ندامتیں یعنی شرارتیں ہمیں لکھ بھیجیں۔ آپ ان شاء اللہ غلط ثابت ہو جائیں گی۔

☆ ہمیشہ کی طرح اس بار بھی بچوں کا اسلام بہت خوب رہا مگر ایک کمی تھی کہ اس میں دستک نہیں نہیں تھی۔ محمد اسامہ سرسری کا نعتیہ کلام 'اللہ اللہ' خوب تھا۔ نئی ایجادات معلوماتی مضمون اور حافظ عبدالرزاق کا فلسطین پر مضمون نما کہانی 'اعتراف' بہترین، ساتھ جواہرات سے قیمتی بہت اہم تھے۔ گیارہویں سنچری رپورٹ مختار احمد ملتان کی اچھی محنت تھی۔ انوکھے معمار جاوید بسام کی اچھی کہانی، میر حجاز شاندار سلسلہ ہے۔ کہانی ابو حاطب کی 'وہ بچہ کہاں گیا' دوسرا حصہ خوب تھا۔ بچوں کے لیے خاص

مضمون 'دھت تیرے کی' اور 'سورج سے قریب مگر سرد' ڈاکٹر حفیظ الحسن کا معلوماتی مضمون تھا۔

(محمد عثمان۔ شاہ پور چاکر، سانگھڑ)

ج: بھئی واہ، بہت عرصے کے بعد ہمیں اپنے پیدائشی ضلع سانگھڑ سے کوئی تبصرہ ملا۔ اچھا انداز تھا تبصرے کا۔ آئندہ بھی لکھتے رہیے گا۔

☆ سرورق پر گنبد خضری بڑا پیارا لگ رہا تھا۔ 'دستک' 'ایک عظیم نعت' میں مدیر چاچو یادوں کے در کھولے بیٹھے تھے۔ ام سارہ 'تین سو ساٹھ بچیاں' ایک خوب صورت آنکھوں کو نم کرتی واقعے کے ساتھ آئی۔ 'روشن ماہ' نور الیاس درود پاک پڑھنے کی طرف راغب کرتی دکھائی دی۔ 'سفر معراج اور حضرت ابوبکر صدیق کی آواز' ام مریم سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک خوب صورت سفر کی روداد ہمیں سناتی نظر آئی۔ 'وہ تو پیار کرتے ہیں' از کاوش صدیقی کی تحریر نے اول تا آخر اپنے سحر میں جکڑا رکھا۔ 'رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کچھ جھلکیاں' ابو احمد کی اس مفید تحریر سے بہت فائدہ ہوا۔ 'سوال والا بھیڑیا' امجد جاوید منفرد طرز بیان کے ساتھ واقعا چھا گیا۔ 'پہلی روٹی' سارہ الیاس دل پر اثر انداز ہوتی کہانی کے ساتھ آئیں۔ خراب روٹی کے راز سے پردہ آخر کار اٹھ ہی گیا ڈبو میاں کے جانے کے بعد۔ 'آمنے سامنے' ۸ قارئین کے تبصروں کے ساتھ پر رونق لگ رہا تھا، رونق بڑھ جاتی اگر۔

(حیا احمد۔ کراچی)

ج: جی جی اگر آپ کا تبصرہ بھی شامل اشاعت ہوتا تو۔ چلیے آج رونق بڑھ گئی۔

☆ آج ہم ذکر کر رہے ہیں محمد فضیل فاروق کے شاہکار سفرنامے کا۔ جی ہاں ایک دلکش اور خوب صورت سفرنامے (ان کے کوچے کا) کا جس کا لفظ لفظ حب الٰہی سے گوندھا اور سطر سطر حب نبوی سے معطر تھی۔ ہم نے شاید ہی کسی اور سلسلے کا اتنی بے چینی سے انتظار کیا ہوگا جس طرح اس کا کرتے تھے۔ ایسے لگتا تھا کہ ہم بھی بھائی کے ساتھ محو سفر ہوا اور زیارتیں کر رہے ہوں۔ پڑھنے میں ایسے مگن ہوتے کہ پتا ہی نہیں چلتا کہ کب ''جاری ہے'' ہمارا منہ چڑانے لگتا۔ کبھی شگفتہ انداز تحریر کی وجہ سے ہم مسکراتے، کبھی امام کعبہ سے ملاقات کے وقت ہمارا جوش دیدنی ہوتا اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک سیرت پڑھتے ہوئے کسی دلسوز بات پر ہم غمگین ہو جاتے۔ ہمارے دل نے کہا کہ یہ سفرنامہ یقیناً ایک خام ہیرا تھا جسے مدیر چاچو نے تراش کر ایسا چمکدار بنا دیا۔ اب ساری اقساط مکمل ہونے پر ایک بار پھر ہم ایک ہی نشست میں پڑھیں گے۔ قارئین سے دعاؤں کی درخواست ہے کہ ہمیں بھی حرمین کی حاضری نصیب ہو جائے۔ پانچ جنوری کو بندی ناچیز اٹھارہ سال کی ہو چکی ہے، سو کارڈ بنانے نادرا کا دیدار تو کر لیا ہے۔ اب دعا کریں کہ دوسرے معاملے بھی جلد از جلد طے ہو جائیں، آمین!

(حفصہ کائنات بنت محمد آصف خان۔ ویسہ)

ج: اللہ تعالیٰ آپ سمیت تمام مشتاق روحوں کو اپنی چوکھٹ پر بار بار بلائے، آمین! ویسے محمد فضیل فاروق بھائی ہی نے اپنی ایک تحریر میں حرمین شریفین حاضری کا ایک مجرب وظیفہ لکھا تھا جس سے ہزاروں لوگوں نے فائدہ اٹھایا۔ آپ بھی باقاعدگی سے اسے پڑھا کیجیے، پھر دیکھیے گا اس کا کمال۔ روزانہ حرمین حاضری کی نیت سے چالیس دن تک بلاناغہ سورۃ بقرہ کی آیت ۱۲۷ پڑھنی ہے:

وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ.

☆ شمارہ ۱۱۱۳ میں سب سے پہلے قرآن وحدیث سے مستفید ہوئے پھر دستک سے۔ دستک اس بار مدینہ منورہ کے ذکر سے معطر تھی۔ ابوالحسن خاور صاحب کا مبارک کلام پڑھ کر نیچے آپ کے الفاظ کہ ''اللہ تعالیٰ ہم سب کو پہلے مشتاق پھر زائر بننے کی سعادت نصیب فرمائے'' بار بار پڑھ کر آمین کہتے رہے۔ ثمر اجلاس بڑے دنوں بعد نظر آیا لیکن ہمیں 'پپیتا جی کا وقار' پسند نہیں آیا کیونکہ ہم اسے کھانا پسند نہیں کرتے۔ 'وہ بچہ گیا کہاں؟' پڑھنے کے بعد، 'پر کا کوا بن گیا' پڑھ کر یہ سبق حاصل کیا کہ بات کا بتنگڑ نہیں بنانا چاہیے۔ 'سر پر رکھ دیے' پڑھ کر مسکرا دیے۔ گل رعنا صدیقی بڑے دنوں بعد 'سزا' کے ساتھ نظر آئیں۔ آمنے سامنے میں کبیر والہ کے دو خط دیکھ کر خوش ہوئی۔ (حفصہ صفدر، حورعینا۔ کبیر والہ)

ج: حالانکہ صاحب وقار لوگ تو سبھی کو پسند آتے ہیں۔

سیرت الانبیاء علیہم السلام، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، سیرت الصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین، قصص القرآن، قصص الحدیث، اسلامی تاریخ اور دیگر موضوعات پر مستند کتابیں

کتاب	مصنف	کتاب	مصنف
سیرت خاتم المرسلینؐ	مولانا عبدالحلیم شرر	عہد نبویؐ کا ہندوستان	مولانا اطہر مبارکپوری
عہد خلفائے راشدین کا ہندوستان	مولانا اطہر مبارکپوری	عہد نبویؐ کے کھیل	مولانا یٰسین مظہر صدیقی
عہد نبویؐ کی تعمیرات	مولانا یٰسین مظہر صدیقی	عہد نبویؐ کے کھانے و مشروبات	مولانا یٰسین مظہر صدیقی
عہد نبویؐ کے لباس	مولانا یٰسین مظہر صدیقی	عہد نبویؐ اور آرائش بدن	مولانا یٰسین مظہر صدیقی
پیارے نبیؐ کا سفر ہجرت	پروفیسر مشتاق کلوٹا	پیارے نبیؐ کے سنہرے سفر	پروفیسر مشتاق کلوٹا
پیارے نبیؐ کا پاکیزہ عہد شباب	پروفیسر مشتاق کلوٹا	پیارے نبیؐ کا پیارا بچپن	پروفیسر مشتاق کلوٹا
پیارے نبیؐ بے مثل سپہ سالار	پروفیسر مشتاق کلوٹا	سیرت محمدؐ بن عبداللہ	محمد فہیم عالم
معراج النبی لمحہ بہ لمحہ	محمد فہیم عالم	ننھے صحابہؓ	محمد فہیم عالم
اچھے قصے	محمد فہیم عالم	سیرت الانبیاء سیریز (24 کتب کا سیٹ)	ابو حنظلہ سعدی
صحابہؓ کی باتیں قدم بہ قدم	اشتیاق احمد	رسولؐ کی باتیں قدم بہ قدم	اشتیاق احمد
ابوبکرؓ کی باتیں قدم بہ قدم	اشتیاق احمد	عمرؓ کی باتیں قدم بہ قدم	اشتیاق احمد
عثمان غنیؓ کی باتیں قدم بہ قدم	اشتیاق احمد	علیؓ کی باتیں قدم بہ قدم	اشتیاق احمد
ارطغرل غازی	محمد عرفان رامے	حیات مولانا محمد علی جوہر	رئیس احمد جعفری
تحریک خلافت عثمانیہ	قاضی محمد عدیل عباسی	آستین کا سانپ	مولانا محمد اسماعیل ریحان

حیرت انگیز آفر! 50% OFF

تمام کتابیں آدھی قیمت پر

ہم نے بسایا ہے آپ کے لیے کتابوں کا ایک نیا جہاں

ہماری ویب سائٹ پر آرڈر کرنے کا طریقہ:

نوٹ: یہ آفر محدود مدت کے لیے ہے۔

کتابیں آرڈر کرنے کے لیے ویب سائٹ کے ہوم پیج کے دائیں طرف Categories پر کلک کریں۔ پھر Islamic Books پر کلک کریں، اپنی مطلوبہ کتب کے ٹائٹل کے نیچے "ADD TO CART" کے بٹن پر کلک کرتے جائیں، آپ اوپر دائیں جانب بنے باسکٹ کے نشان کے پر اپنی منتخب کردہ کتب کی کل قیمت دیکھ سکتے ہیں۔ آرڈر فائنل کرنے کے لیے اُس باسکٹ کے نشان پر کلک کرکے ایک مرتبہ رعایتی بل اور ڈلیوری چارجز دیکھ کر "CHECKOUT" کے بٹن پر کلک کر دیں۔ اپنا مکمل نام، مکمل پتہ اور رابطہ نمبر کی مکمل تفصیلات درج کرکے "Place Order" پر کلک کر دیں۔ آپ کا آرڈر ہمیں موصول ہو جائے گا۔ کال کنفرمیشن کے بعد آپ کا پارسل پانچ سے سات دن تک ڈلیور ہو جائے گا۔ شکریہ

گھر بیٹھے معیاری اور بہترین کتابوں کی خریداری کے لیے ابھی ہماری ویب سائٹ "کتاب نگر" وزٹ کیجیے۔

کتاب نگر KITAB NAGAR

www.kitaabnagar.com

برائے پاکستان

رمضان راشن پیکج

رمضان پیکجز کے لیے
ٹرسٹ کو عطیات دیجئے

آٹا	چاول
گھی	دال چنا
سفید چنے	چینی
پتی	کھجور
بیسن	مصالحہ
روح افزا	نمک
سویاں	لال مرچ

ایک راشن پیکج
7500
روپے

ماہ مبارک میں اپنے لیے ثواب اور اپنے پیارے
مرحومین کے لیے ایصال ثواب کا سامان کیجیے

ٹرسٹ کو دیے جانے والے تمام عطیات انکم ٹیکس سے مستثنٰی ہیں

PAK AID WELFARE TRUST
TOGETHER WE CAN MAKE A DIFFERENCE

پاک ایڈ ویلفیئر ٹرسٹ

A/C Title: **Pak Aid Welfare Trust** A/C No.: **3048301900220720**
Bank: **FAYSAL BANK** Swift code.: **FAYSPKKA** IBAN: **PK28FAYS3048301900220720**
+92300-050 9840 | +92300-050 9833 | www.pakaid.org.pk